ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

16

www.tanzeem.org

22 تا 28 اپریل 2014ء / 21 تا 27 جمادی الاُخریٰ 1435ھ

اس شمارے میں

عروۃ الوثقٰی

بیعت النساء اور خواتین کا دائرہ کار

حذر اے چیرہ دستاں......

احساس زیاں!

ایک سجدہ جس نے......

پرویز مشرف کا اصل جرم

ماں کی قدر و منزلت

کلام اقبال

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

مسلمان قوم کی بے قدری کی وجہ کیا ہے؟

''......یہ بھی حقیقت ہے کہ آج سب سے زیادہ ذلیل وخوار اور بے وزن یہی مسلمان قوم ہے۔ نہ ان کی اپنی کوئی رائے ہے' نہ کوئی منصوبہ' نہ ان کا کوئی وقار ہے اور نہ کوئی اعتبار۔ انفرادی حیثیت سے ان میں یقیناً لاکھوں ایسے ہیں جن پر انسانیت فخر کر سکتی ہے' لیکن اجتماعی حیثیت سے دنیا میں ان کا کوئی مقام نہیں ہے۔

کبھی آپ نے غور کیا کہ اس بے قدری اور ذلت کی وجہ کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ اُمت نے اپنا وہ فرض بھلا دیا ہے جس کے لیے خدا نے اس کو پیدا کیا تھا۔ اُمت مسلمہ عام اُمتوں کی طرح کوئی خودرو اُمت نہیں ہے۔ اس کو خدا نے ایک خاص منصوبے کے تحت ایک عظیم مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔ خدا نے اس کی زندگی کا وہی مشن قرار دیا ہے جو اپنے اپنے دور میں خدا کے پیغمبروں کا مشن رہا ہے۔ نبوت کا سلسلہ نبیٔ اُمی ﷺ پر ختم ہوگیا۔ آپؐ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ خدا کے بندوں تک خدا کا دین پہنچانے کا کام اب رہتی دنیا تک اسی اُمت کو انجام دینا ہے۔ یہی اس کی زندگی کا مقصد ہے' اسی کی خاطر اللہ نے اسے ایک اُمت بن کر رہنے کی تاکید کی ہے' اور اسی فرض کی ادائیگی سے اس کی تقدیر وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دے''۔ (آل عمران: 104)

اگر اُمت یہ کام سرگرمی سے انجام دے رہی ہے' تو اُمت زندہ ہے اور عظمت وعزت اور وقار و سربلندی اس کی تقدیر ہے' لیکن اُمت اگر اس فرض سے غافل ہو جائے' دینِ حق کے کام کا اسے احساس ہی نہ رہے تو وہ زندگی سے محروم ہے۔ اور مُردہ ملت بھلا عزت وعظمت کا مقام کیسے پا سکتی ہے۔

''فرض آپ کو پکار رہا ہے''

مولانا محمد یوسف اصلاحی

اللہ کا حکم آن پہنچا ہے......

سُورۃُ النَّحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 1-2

ۇ ڈٹ ق ۋ آ ڈس ۋ ڈو ظ

ڈ گہ إ ل أ

سورۂ یونس سے شروع ہونے والے مکی سورتوں کے طویل سلسلے کی اب تک ہم چھ سورتوں کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ ان چھ سورتوں کو بھی ہم نے تین تین سورتوں کے مزید دو ذیلی گروپس میں تقسیم کیا تھا۔ پہلے گروپ میں شامل تین سورتیں (یونس' ہود اور یوسف) نسبتاً طویل ہیں' جبکہ دوسرے گروپ کی سورتیں (الرعد' ابراہیمؑ اور الحجر) نسبتاً چھوٹی ہیں۔ دوسرے گروپ کی اِن سورتوں میں پہلی دو یعنی سورۃ الرعد اور سورۂ ابراہیم میں نسبت زوجیت ہے جبکہ سورۃ الحجر بالکل منفرد نوعیت کی سورۃ ہے۔ اب سورۃ النحل سے مکی سورتوں کے اس طویل سلسلے کے تیسرے ذیلی گروپ کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس گروپ میں سورۃ النحل' سورۂ بنی اسرائیل اور سورۃ الکھف شامل ہیں۔ یہ تینوں سورتیں بھی نسبتاً طویل ہیں۔ ان میں سورۃ النحل منفرد ہے جبکہ سورۂ بنی اسرائیل اور سورۃ الکھف میں جوڑے کا تعلق ہے۔ سورۃ النحل کا زمانۂ نزول مکہ کا آخری دور معلوم ہوتا ہے۔ اس سورۃ کی خاص اہمیت یہ ہے کہ اس میں اللہ کی نعمتوں کا ذکر بہت جامعیت کے ساتھ ہوا ہے اور اس کے مضامین کی سورۃ الانعام اور سورۃ الروم کے مضامین کے ساتھ گہری مشابہت پائی جاتی ہے۔

آیت ۱ ﴿اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ﴾ ''اللہ کا حکم آن پہنچا ہے' پس تم جلدی مت مچاؤ۔''

جب ہم نے اپنا رسولؐ بھیج دیا اور اس پر اپنا کلام بھی نازل کرنا شروع کر دیا ہے تو گویا فیصلہ کن وقت آن پہنچا ہے۔ اب معاملہ صرف مہلت کے دورانیے کا ہے کہ ہمارے رسول اور ہمارے پیغام کا انکار کرنے والوں کو مشیت الٰہی کے مطابق کس قدر مہلت ملتی ہے۔ بہر حال اب جلدی مچانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ کا عذاب بس اب آیا ہی چاہتا ہے' اس کے لیے اب بہت زیادہ وقت نہیں رہ گیا۔

﴿سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ①﴾ ''وہ پاک اور بلند و بالا ہے اُس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔''

آیت ۲ ﴿یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ ②﴾ ''وہ اُتارتا ہے فرشتوں کو اپنے امر کی روح کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے' کہ خبردار کر دو (میرے بندوں کو) کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم میرا ہی تقویٰ اختیار کرو۔''

بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِہٖ سے مراد اللہ کی وحی ہے۔ یعنی حضرت محمد ﷺ کو اللہ نے اپنی وحی کے لیے چُن لیا اور آپ ﷺ کی طرف حضرت جبرائیلؑ وحی لے کر آئے۔ یہاں پر لفظ ''امر'' کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت ۵۴ میں فرمایا گیا: ﴿اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ ؕ﴾ ''آگاہ ہو جاؤ' اُسی کے لیے خلق ہے اور اُسی کے لیے امر''۔ یعنی عالمِ خلق اور عالمِ امر دو الگ الگ عالم ہیں۔ عالم امر کا معاملہ یہ ہے کہ اُس میں وقت کا عامل بالکل کارفرما نہیں۔ اس عالم میں کسی کام کے کرنے یا کوئی واقعہ وقوع پذیر ہونے میں وقت درکار نہیں ہوتا۔ بس اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے اور اس کے ''کُنۡ'' فرمانے سے وہ کام ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ یٰسٓ میں فرمایا گیا: ﴿اِنَّمَاۤ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ⑧②﴾ ''اُس کا امر تو یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس یہی ہوتا کہ وہ اسے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔'' اس کے برعکس عالم خلق میں کسی کام کے پایۂ تکمیل تک پہنچنے میں وقت درکار ہوتا ہے۔ جیسے قرآن میں متعدد بار فرمایا گیا کہ اللہ نے زمین و آسمان چھ دنوں میں تخلیق کیے۔ اسی طرح دنیا کا سارا نظام عالم خلق کے اصولوں پر چل رہا ہے۔ مثلاً آم کی گٹھلی سے کونپلیں پھوٹتی ہیں' پھر بڑھتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ایک تناور درخت بن جاتا ہے۔ اس سارے عمل میں وقت درکار ہوتا ہے۔

یہاں پر روح کے ذکر کے حوالے سے یہ بات اہم ہے کہ روح کا تعلق عالمِ امر سے ہے۔ عالم امر کی صرف تین چیزیں ہی ہمارے علم میں ہیں۔ ملائکہ' روح اور وحی۔ قرآن میں ملائکہ کو بھی روح کہا گیا ہے۔ جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لیے روح القدس اور روح الامین کے الفاظ آئے ہیں۔ سورۃ الشعراء میں فرمایا گیا: ﴿نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ⑲③﴾ جبکہ سورۃ البقرۃ کی آیت ۸۷ میں ارشاد ہوا: ﴿وَ اَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ﴾۔ اسی طرح قرآن میں وحی کو بھی روح کہا گیا ہے' اور یہ وحی نازل بھی روح پر ہوتی ہے۔ جب محمدؐ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اس کا ادراک طبعی حواسِ خمسہ سے نہیں کرتے تھے' بلکہ وحی براہ راست آپ ﷺ کے قلبِ مبارک پر نازل ہوتی تھی۔ اس لیے کہ قلبِ محمدیؐ روحِ محمدی ﷺ کا مسکن تھا: ﴿نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ⑲③ عَلٰی قَلۡبِکَ لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ⑲④﴾ (الشعراء)۔ چنانچہ وحی بھی روح ہے' اس کو لانے والے جبرائیلؑ امین بھی روح ہیں اور اس کا نزول بھی روحِ محمدی ﷺ پر ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں جگر مرادآبادی کا یہ شعر ان کی کسی خاص کیفیت کا مظہر معلوم ہوتا ہے ؎

نغمہ وہی ہے نغمہ کہ جس کو روح سنے اور روح سنائے!

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

22تا28 اپریل 2014ء — جلد 23
21تا27 جمادی الاُخریٰ 1435ھ — شمارہ 16

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عُروۃ الوثقٰی

ندائے خلافت کی تاریخ گواہ ہے کہ حکمرانوں پر تنقید یا ان کی تائید کرتے ہوئے کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ کون ہے اور کیوں ہے بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا گیا ہے کہ کیا کر رہا ہے۔ حکمران کی کارکردگی کو اولاً اور ترجیحاً اسلام کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے اور ثانیاً قومی مفاد کے حوالے سے اس کا جائزہ لے کر اپنا نقطہ نظر پیش کیا جاتا ہے۔ ہمیں ملکی اور قومی حوالے سے بے لاگ اور غیر جانبدارانہ تجزیہ کرنے میں اس لیے بھی سہولت رہتی ہے کہ ندائے خلافت تنظیم اسلامی کا ترجمان ہے جو پاور پالیٹکس میں بذریعہ انتخابات نہ کبھی شریک رہی ہے اور نہ مستقبل میں شرکت کا ارادہ رکھتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے کبھی یہ رکاوٹ پیش نہیں آتی کہ حق بات کہنے سے چونکہ فلاں طبقہ ناراض ہو جائے گا اور تنظیم اسلامی اس طبقہ کے ووٹوں سے محروم ہو جائے گی' لہٰذا حق بات کہنے سے گریز کیا جائے' اسے گول مول انداز میں کہا جائے وغیرہ وغیرہ۔

البتہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ وہ انتخابات کو حرام سمجھتی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ چونکہ تنظیم اسلامی کی بنیاد وطن عزیز میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام کو ایک دینی فریضہ سمجھتے ہوئے رکھی گئی تھی اور بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور ان سے اتفاق کرنے والے تاسیسی اراکین کی سوچی سمجھی رائے تھی کہ پاکستان میں کبھی انتخابات اور جمہوری ذرائع سے اسلام کا قیام ممکن نہیں اور چونکہ ہمارا اوّلین فرض اور دینی تقاضا نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر کے لیے جدوجہد کرنا ہے' لہٰذا ہم انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے۔ ہم پر یہ بات واضح رہی کہ انتخابی سیاست پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے حوالے سے ہماری منزل کھوٹی کر دے گی۔ اس لیے کہ جب اللہ اور رسول ﷺ کے فرمودات اور ووٹرز کی خواہشات میں بُعد یا تضاد پیدا ہو جاتا ہے تو انتخابی سیاست کو اوڑھنا بچھونا بنانے والے تاویلات کے چکر میں پڑ کر اپنی آخرت کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ پاکستان کی چھیاسٹھ سالہ تاریخ نے تنظیم اسلامی کے اکابرین کے خدشات پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور آج ہم پاکستان میں نفاذِ اسلام کے حوالے سے مسلسل پسپا ہو رہے ہیں اور نوبت یہاں تک آ چکی ہے کہ پاکستان کی منتخب اسمبلیوں نے جہاں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو ردی کی ٹوکریوں میں پھینکا وہاں حقوق نسواں جیسے صریحاً خلافِ اسلام بل بطور قانون کے منظور کیے اور اسمبلیوں میں موجود اسلامی جماعتوں کے نمائندے جن میں بعض علمائے کرام بھی شامل تھے' آہ و فغاں اور روکھے سوکھے احتجاج کے سوا کچھ نہ کر سکے۔ اسمبلیوں سے استعفے دینے کی دھمکی بھی کارگر ثابت نہ ہوئی اور ہماری اسلامی جماعتیں اسی تنخواہ پر کام کرنے پر مجبور ہوئیں۔ بہرحال تنظیم اسلامی کا موقف ضمناً تحریر میں آ گیا' اصل موضوع حکمرانوں کی کارکردگی کا تنقیدی اور تائیدی جائزہ تھا۔

آج پاکستان کا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا' مذہبی اور سیکولر سیاسی جماعتیں دائیں اور بائیں بازو کے نظریات کے حامل دانشور صرف ایم کیو ایم اور مسلم لیگ (ق) کو نکال کر سب پرویز مشرف پر آگے بڑھ بڑھ کر لعن طعن کر رہے ہیں' جبکہ تنظیم اسلامی اور اس کے ترجمان ندائے خلافت پرویز مشرف کو اُس وقت سے زبردست تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں جب اس نے نائن الیون کے بعد یوٹرن لیا تھا اور امریکا کا اتحادی بن کر امارت اسلامیہ افغانستان کی تباہی و بربادی میں حصہ دار بنا تھا۔ اس حق گوئی کا مظاہرہ بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے پرویز مشرف سے بالمشافہ ملاقات میں بھی کیا اور بعد ازاں تنظیم اسلامی سے وابستہ ہر مقرر اور محرر نے یہ فریضہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق ادا کیا' کیونکہ تنظیم کے نزدیک یہ قومی ہی نہیں ملی جرم تھا جو امت مسلمہ کے خلاف سرزد کیا گیا تھا۔ پھر آصف زرداری کی حکومت نے قوم اور امت کے اس مجرم کو جس عزت کے ساتھ گارڈ آف آنر پیش کرتے ہوئے رخصت کیا تھا اس پر بھی زبردست تنقید کی تھی اور یہ مطالبہ کیا تھا کہ اسے عدالت کے کٹہرے میں لایا جائے اور عبرتناک سزا دی جائے۔ فوج نے نائن الیون کے بعد امریکا سے جس طرح تعاون کیا ہم نے یہ سمجھتے اور جانتے ہوئے بھی کہ ایک فوجی کو کس طرح

نظم وضبط کا خوگر بنایا جاتا ہے اس کے ذہن میں ٹھوک ٹھوک کر یہ بات اتاری جاتی ہے بلکہ راسخ کر دی جاتی ہے کہ تمہیں صرف سننا اور عمل کرنا ہے‘ ان کی باقاعدہ برین واشنگ ہوتی ہے‘ اس کے باوجود امریکی اتحادی ہونے کے حوالے سے فوج کے کردار پر بحیثیت مجموعی خیر خواہانہ تنقید بھی کی۔ ہم نے صاف صاف کہا کہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر کافروں اور طاغوتی قوتوں کا آلہ کار بن کر اپنے مسلمان بھائیوں کا قتل وغارت اور ایک اسلامی برادر ملک کی تباہی وبربادی میں حصہ دار بننا جرم عظیم ہے۔ ہم نے یہاں تک کہا کہ ڈرو کہیں ہم پر اللہ کا غضب نازل نہ ہو جائے۔ اس وقت پرویز مشرف کی کرسی بڑی مضبوط نظر آ رہی تھی اور اسے امریکہ کی مکمل پشت پناہی اور علی الاعلان اشیر باد حاصل تھی۔ لہٰذا جمہوریت کے علمبردار بھی ایک فوجی طالع آزما اور وقت کے آمر کی حمایت کر رہے تھے اور کم از کم امریکہ سے تعاون کے حوالے سے تو لازماً یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے پاس کوئی دوسرا آپشن ہی نہیں ہے۔ ہر کوئی سپریم پاور کی قوت سے مرعوب بلکہ خوفزدہ تھا۔ آج کے حکمران بھی آن دی ریکارڈ ہیں کہ امریکا سے تعاون کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے پرویز مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت صرف آئین شکنی کا مقدمہ چل رہا ہے‘ طاغوتی قوتوں سے تعاون افغان مسلمان بھائیوں کی نسل کشی کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ موجودہ حکمران بھی اسے جرم تصور ہی نہیں کر رہے۔

بہرحال پرویز مشرف کل بھی مجرم تھا اور آج بھی ہے‘ لیکن ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ موجودہ وزیر اعظم میاں نواز شریف پرویز مشرف کی آڑ میں فوج کے حوالے سے اپنے کچھ دیرینہ عزائم کی تکمیل چاہتے ہیں۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ میاں نواز شریف نے اپنے سابقہ دور حکومت میں آئین میں پندرھویں ترمیم کرنا چاہی تھی اور اس ترمیمی بل کو شریعت بل کا نام دیا تھا‘ جسے بعض علماء نے غیر شرعی بل قرار دیا تھا۔ اس ترمیم کا اصل مقصد یہ تھا کہ قوت اور اقتدار کے حوالہ سے وزیر اعظم کو فیصل آباد کے گھنٹہ گھر کی مانند بنا دیا جائے اور تمام اقتدار اور قوت کا مرکز وزیر اعظم ہو۔ ہماری رائے میں وزیر اعظم کی سوچ یہ ہے کہ ان کی مطلق العنانی میں حقیقی طور پر صرف فوج حائل ہے۔ اگر فوج کی قوت کو بے اثر یا ممکنہ حد تک زائل کر دیا جائے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حکمران بن سکتے ہیں۔ لہٰذا پرویز مشرف کی آڑ میں باقاعدہ فوج کے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے اور یہ خواجگان حضرات وزیر اعظم کے اشارے پر پرویز مشرف کا نام لے لے کر فوج کو ذلیل وخوار کرنا چاہتے ہیں‘ تاکہ فوج کا مورال اس قدر گر جائے اور وہ اس قابل نہ رہے کہ کبھی ان کی حکومت کو میلی آنکھ سے دیکھ سکے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بھارت سے ضرورت سے زیادہ دوستی کا اظہار اور پاکستان کے مالی نقصانات کو نظر انداز کرتے ہوئے بھارت سے تجارت کی خواہش بھی درحقیقت اپنی فوج کو غیر اہم کرنے کی طرف قدم اٹھانے کے مترادف ہے۔ بالفاظ دیگر ہمیں یہ کوشش دکھائی دیتی ہے کہ فوج کو نکیل ڈال کر صرف اپنے سیاسی مقصد کی تکمیل اور اپنی سیاسی قوت میں اضافے کے لیے استعمال کیا جائے۔ اگر واقعتاً سوچ کا یہی رخ ہے تو یہ پاکستان کے لیے تباہ کن ہوگا۔

فوجی قوت کے صحیح استعمال کو کس طرح ممکن بنایا جا سکتا ہے اور کرنے کا اصل کام کیا ہے؟ ہماری رائے میں یقیناً فوج کو سول حکومت کے تابع رہنا چاہیے۔ لیکن اس سے پہلے فوج کا قبلہ درست کرنا ہوگا اور فوج کا قبلہ آپ کیسے درست کر سکیں گے جب تک آپ اپنا قبلہ درست نہیں کریں گے۔ واشنگٹن کو اگر آپ بھی طاقت کا سرچشمہ تسلیم کریں گے اور سیاسی قوتوں کا محاذ بنا کر اگر آپ سمجھیں گے کہ آپ نے فوج کی قوت کو کم کر دیا ہے تو یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ واشنگٹن کو جب ضرورت محسوس ہوگی‘ آپ کی پشت سے ہاتھ اٹھا لے گا اور دوسری سیاسی قوتیں موقع ملنے پر آپ کی حکومت مضبوط کرنے کی بجائے اپنی حکومت قائم کرنا چاہیں گی۔ تنکوں کا سہارا لینے کی کوشش میں آپ کسی وقت بھی ڈوب سکتے ہیں۔ لہٰذا خود کو اور اس قوم کو ڈوبنے سے بچانے کے لیے عروۃ الوثقیٰ کو تھامنے کی ضرورت ہے جس کے ٹوٹنے کا سرے سے کوئی امکان ہی نہ ہو۔ عروۃ الوثقیٰ اللہ اور رسول ﷺ کے دامن کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے‘ جسے تھامنے کی ضرورت ہے۔ اسی میں آپ کا اور اس قوم کا بھلا ہے۔ یاد رکھیے‘ خالد بن ولید ؓ کو فارغ کرنے کے لیے فاروق اعظم ؓ کے کردار کی ضرورت ہے۔ ان کے مثل تو ممکن نہیں‘ لیکن کوئی شائبہ تو ہو‘ کوئی ادنیٰ سی جھلک تو نظر آئے۔

میاں صاحب! آپ کی یاد دہانی کے لیے عرض کیے دیتے ہیں کہ آپ کئی مرتبہ اسلام کے نفاذ کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اللہ نے آپ کو تیسرا موقع دیا ہے اور یاد رکھیے‘ جسے اللہ جتنے مواقع اور وسائل فراہم کرتا ہے ناقدری کی صورت میں گرفت بھی اتنی ہی شدت سے کرتا ہے۔ اگر آپ کی فوج سے محاذ آرائی اسلام کے حوالہ سے ہوئی تو ہم دل وجان سے آپ کے ساتھ ہوں گے بلکہ آپ کی قیادت میں جہاد کریں گے‘ لیکن اگر فوج کو صرف اس خاطر نیچا دکھانے کی کوشش کی جائے گی کہ آپ کے حضور کورنش بجا لائے اور آپ کے اقتدار کو ابدیت بخشی جا سکے تو آپ ہمیں اپنے دشمنوں کی صف میں پائیں گے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت بھی مقدس فریضہ ہے۔ لہٰذا ہمارا سیاسی اور عسکری دونوں قوتوں کے لیے پیغام ہے کہ ’’سب سے پہلے اسلام‘‘ کا نعرہ لگا کر اس عروۃ الوثقیٰ کو تھام لیں‘ جو واحد قابل اعتماد اور ناقابل شکست سہارا اور ذریعہ ہے‘ جس سے ذاتی‘ قومی اور ملی مفادات کا تحفظ ہوگا اور جب پاکستان سے سب سے پہلے اسلام کا نعرہ بلند ہوگا اور اسے ایک حقیقت کا روپ دیا جائے گا‘ جب پاکستان کا فوجی کرائے کا نہیں اللہ کا سپاہی ہوگا‘ جب پاکستان کا حکمران اللہ کا بندہ ہو گا تب فوج خلیفہ کی اور خلیفہ فوج کی تقویت کا باعث بنے۔ جب سب اللہ سے ڈریں گے تو کسی کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

●●●

جہاد فی سبیل اللہ
اصل حقیقت‘ اہمیت ولزوم اور مراحل ومدارج
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک جامع خطاب

بیعت النساء اور خواتین کا دائرہ کار

سورۃ الممتحنہ کی آخری آیات کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید ﷾ کا 28 مارچ 2014ء کا خطاب جمعہ!

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! میں نے ابھی آپ کے سامنے سورۃ الممتحنہ کی آخری تین آیات تلاوت کیں۔ ان آیات کے بیان سے آج ان شاء اللہ اِس سورۂ مبارکہ پر بیان مکمل ہو جائے گا۔ فرمایا:

﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ط﴾

''اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائے (اور اس کا مہر وصول نہ ہوا ہو) اور پھر تمہیں اس کے بدلے کا وقت مل جائے تو جن کی عورتیں چلی گئی ہیں ان کو اتنا دے دو جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا۔''

یہاں یہ بات بتائی گئی ہے کہ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ کفار کسی ایسی عورت کا مہر واپس نہ کریں جو اُس کے مسلمان شوہر نے اُس کو دیا تھا تو اس صورت میں مسلمانوں کو حق ہو گا کہ اگر اُن کو کسی عورت کا مہر کفار کو ادا کرنا ہے تو اُسے انہیں ادا کرنے کی بجائے اپنے اُس مسلمان بھائی کو ادا کر دیں جس کی چلی جانے والی بیوی کا مہر واپس نہیں ہوا، اور جس کا حق مارا گیا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱﴾

''اور اللہ سے جس پر تم ایمان لائے ہو ڈرو۔''

یہاں مومنوں کو تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے۔ یعنی تمہارا معاملہ اگر کفار کے ساتھ بھی ہو تب بھی تمہیں تقویٰ کی روش اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ سے ڈرنا چاہیے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

آگے خواتین سے بیعت لینے کا ذکر ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲﴾

''اے پیغمبرؐ جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ نہ شرک کریں گی اور نہ چوری کریں گی، اور نہ بدکاری کریں گی، اور اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔ نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی۔ نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

یہاں جس بیعت کا ذکر ہے اُسے بیعت النساء کہتے ہیں۔ اِس کی ضرورت کیوں پڑی؟ اس لیے کہ ایک تو مکے سے خواتین آ رہی تھیں، دوسرے فتح مکہ کے فوراً بعد لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ ان میں خواتین بھی تھیں اور مرد بھی۔ ابھی تک ان کے سامنے اسلام کی پوری تعلیمات نہیں تھیں۔ یہ بات تو واضح تھی کہ اسلام کی اساسی دعوت توحید ہے۔ چنانچہ انہوں نے شرک کو چھوڑ دیا، لیکن توحید کے تقاضے کیا ہیں اُس سے آگاہ کیا جانا ضروری تھا۔ ظاہر ہے، عرب معاشرہ اڑھائی ہزار سال سے انوارِ نبوت سے محروم چلا آتا تھا۔ وہاں اس عرصہ میں کوئی نبی اور رسول نہیں آیا تھا، جس کی بنا پر ایک طرف تو اعتقادی گمراہی (شرک) بھی انتہا پر تھی۔ دوسری طرف عملی گمراہیاں بھی عام تھیں۔ اخلاقی خرابیوں اور جنسی جرائم کی گرم بازاری تھی۔ لہٰذا آپؐ سے فرمایا گیا کہ ان خواتین سے بیعت لیں اس بات پر کہ انہوں نے اپنے آپ کو اخلاقی خرابیوں سے بچانا ہے۔ اس بیعت کے ذریعے گویا انہیں اسلام کے بنیادی تقاضوں سے آگاہ کرنا اور بڑے بڑے گناہوں سے روکنا مقصود تھا، تاکہ نئے مسلمان ہونے والوں کو معلوم ہو جائے کہ اسلام لانے کے بعد فوری طور پر ان کی زندگی میں کیا تبدیلی آنی چاہیے۔ اللہ کو ایک ماننا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنا، یہ اسلام کی بنیاد ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لیکن اس کے عملی تقاضے کیا ہیں، وہ اِن سے بھی آگاہ ہو جائیں۔ اس حوالے سے فرمایا کہ اے نبی! جب آپ کے پاس خواتین آئیں بیعت کرنے کے لیے تو آپ اُن سے بیعت لیجیے۔ یہ بیعت کس بات پر تھی؟ اس بات پر کہ وہ آئندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی۔ کہ توحید تو دین کی جڑ بنیاد ہے۔ پھر وہ چوری نہیں کریں گی۔ زنا کی مرتکب نہ ہوں گی۔ اولاد کا قتل بھی اس زمانے میں ہوتا تھا۔ مشرکانہ توہمات کے تحت بھی اور اندیشۂ فقر اور بے جا غیرت کے تحت بھی۔ خاص طور پر بیٹیوں کو قتل کرنا ان کے ہاں ایک رواج بن چکا تھا، خواتین اِس بات پر بھی بیعت کریں کہ اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ اِسی طرح وہ دوسروں پر بدکاری کے حوالے سے بہتان نہ تراشیں گی کہ جس سے اُن کا مستقبل برباد ہو جائے۔ اس سے پہلے جتنے کام مذکور ہوئے ہیں، وہ منکرات کے ذیل میں آتے ہیں۔ یہ بڑے بڑے گناہ تھے یعنی شرک، چوری، اولاد کا قتل اور دوسروں پر بدکاری کا جھوٹا الزام، خواتین ان سب سے اجتناب کرنے کا عہد کریں۔ اب آگے فرمایا کہ یہ بیعت اس بات پر بھی ہے کہ عورتیں رسول ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی، جو بھی خیر کے کام ہیں وہ سب بجا لائیں گی۔ اے نبی جو عورتیں ان تمام منکرات سے بچتے رہنے اور دین کے تمام معروفات کی پابندی کا اقرار کریں، اُن سے بیعت لے لو۔

قرآن مجید میں مردوں کی بیعت کے الفاظ کا تذکرہ نہیں ہے۔ ہاں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے عہد لے چکا ہے۔ مردوں بیعت کے الفاظ ہمیں حدیث میں ملتے ہیں۔ جبکہ قرآن میں عورتوں کی بیعت کا ذکر اس مقام پر پوری تفصیل سے ہے کہ ان سے جو بیعت کن باتوں پر لی جائے گی۔ بیعت لینے کی ہدایت کے ساتھ

ساتھ یہ بھی فرمایا کہ آپ جن سے بیعت لے رہے ہیں' ان کے لیے استغفار بھی کیا کیجیے۔ وہ خود بھی اپنی خطاؤں پر اللہ سے معافی مانگ رہی ہیں۔ اے نبیؐ! آپ بھی اللہ سے ان کے لیے مغفرت طلب کیجیے۔

عورتوں سے بیعت لینے کے طریقہ کی وضاحت روایات میں آئی ہے۔ اس کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں، جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ یہ بات مسلم ہے کہ یہ بیعت جو خواتین سے ہوتی تھی یہ مردوں کی طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر نہیں ہوتی تھی۔ نبی ﷺ نے کبھی کسی غیر محرم خاتون کے ہاتھ کو مَس نہیں کیا اور آپؐ نے کبھی بیعت لیتے ہوئے ان سے ہاتھ نہیں ملایا۔ مردوں کے ساتھ بیعت تو ظاہر ہے بالمشافہ بیعت ہوتی ہے' ہاتھ میں ہاتھ دے کر۔ البتہ مردوں کی بیعت میں اگر ایسی صورت ہوتی کہ بیعت کرنے والے افراد زیادہ ہوتے اور سب کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ممکن نہ ہوتا' تو پھر بیعت کے لیے ایک بڑی چادر استعمال کی جاتی تھی۔ جس کا ایک سرا نبی ﷺ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور دوسرا سرا بیعت کرنے والوں کے ہاتھ میں۔ اس چادر کو سب افراد ہاتھ میں پکڑتے تھے' اور یوں اجتماعی بیعت ہو جاتی تھی۔ یہ طریقہ خواتین کی بیعت کے لیے بھی اختیار کیا گیا۔ اس کے علاوہ بیعت کا ایک اور طریقہ بھی احادیث میں ملتا ہے۔ ایک بڑے پانی والے برتن میں ایک طرف حضور ﷺ اپنا دستِ مبارک ڈال دیتے تھے' اور دوسری طرف خواتین اپنا ہاتھ ڈال دیتی تھیں۔ اس طرح بھی بیعت ہو جاتی تھی۔

مردوں کی جس بیعت کا ذکر احادیث میں ملتا ہے' اس میں ہجرت اور جہاد کا ذکر بھی بڑے اہتمام سے آتا ہے۔ خواتین کی اس بیعت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مردوں کا میدان کار ہے۔ دین کی اصل تعلیمات یہ ہیں کہ گھر سے باہر کی ذمہ داریاں مردوں کا کام ہے۔ خواتین کا اصل میدان ان کا گھر ہے۔ انہیں گھر میں رہ کر اپنی خانگی ذمہ داریاں نبھانی ہیں۔ انہیں نئی نسل کی تربیت' ان کی ذہن سازی کرنی ہے' اسلامی بنیادوں پر اپنی اولاد کو ایمان گھوٹ کر پلانا اور ذہنوں میں راسخ کرنا ہے' اُن میں جذبۂ جہاد پیدا کرنا ہے' انہیں اپنے شوہروں کو سہولت بہم پہنچانی ہے' تاکہ وہ دین کا کام کرنے کے لیے باہر نکلیں' وقت لگائیں اور پیسہ خرچ کریں۔ یہ ان کا اصل تعاون ہے۔ اسی لیے اُن کی بیعت میں جہاد و قتال کا ذکر نہیں ہے۔ اِس حوالے سے ایک روایت بھی آتی ہے' جس میں حضور ﷺ سے حضرت اسماء بنت یزید ؓ جہاد و قتال میں شریک نہ ہو سکنے کی بنا پر ثواب سے محرومی کی شکایت کرتی ہیں۔ اِس حدیث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دین کا اصل مزاج کیا ہے۔ اسے مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنی معرکہ آرا کتاب ''پاکستانی عورت دوراہے پر'' میں 'الاستیعاب' کے حوالے سے نقل فرمایا:

''اسماء بنت زید انصاریہ ؓ ایک مشہور دین دار اور عقل مند صحابیہ اور مشہور صحابی معاذؓ بن جبل کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ ان کے متعلق روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ مجھے عورتوں کی ایک جماعت نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ سب کی سب وہی کہتی ہیں جو میں عرض کرنے آئی ہوں اور وہی رائے رکھتی ہیں جو میں گزارش کر رہی ہوں۔ عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم آپؐ پر ایمان لائیں اور ہم نے آپؐ کی پیروی کی۔ لیکن ہم عورتوں کا حال یہ ہے کہ ہم پردوں کے اندر رہنے والی اور گھروں کے اندر بیٹھنے والی ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ مرد ہم سے اپنی خواہشِ نفس پوری کر لیں اور ہم ان کے بچے لادے لادے پھریں۔ مرد جمعہ و جماعت' جنازہ و جہاد ہر چیز کی حاضری میں ہم سے سبقت لے گئے۔ وہ جب جہاد میں جاتے ہیں تو ہم ان کے گھر بار کی حفاظت کرتی اور ان کے بچوں کو سنبھالتی ہیں' تو کیا اجر میں بھی ان کے ساتھ ہم کو حصہ ملے گا؟ آنحضرت ﷺ ان کی یہ فصیح و بلیغ تقریر سننے کے بعد صحابہ ؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم نے ان سے زیادہ بھی کسی عورت کی عمدہ تقریر سنی ہے جس نے اپنے دین کی بابت سوال کیا ہو؟'' تمام صحابہ ؓ نے قسم کھا کر اقرار کیا کہ ''نہیں یا رسول اللہ''۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے اسماءؓ! میری مدد کرو اور جن عورتوں نے تم کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے ان کو میرا یہ جواب پہنچا دو کہ تمہارا اچھی طرح خانہ داری کرنا' اپنے شوہروں کو خوش رکھنا اور ان کے ساتھ سازگاری کرنا مردوں کے ان سارے کاموں کے برابر ہے جو تم نے بیان کیے ہیں' ---- حضرت اسماءؓ رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سن کر خوش خوش اللہ کا شکر ادا کرتی ہوئی واپس چلی گئیں۔''

اس کے بعد مولانا اصلاحی رقم طراز ہیں:

''حضرت اسماء ؓ نے صرف اپنے زمانے ہی کی خواتین کی نمائندگی نہیں فرمائی بلکہ بعض پہلوؤں سے ہمارے

پریس ریلیز 18 اپریل 2014ء — **حافظ عاکف سعید**

قیامِ امن کے لیے مذاکرات کو کامیاب کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں

امن مذاکرات ناکام ہو گئے تو اسلام دشمن قوتیں اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گی

لاہور (پ ر) قیامِ امن کے لیے مذاکرات کو کامیاب کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے تحریک طالبان پاکستان اور حکومت پاکستان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر امن مذاکرات ناکام ہو گئے تو اسلام دشمن قوتیں اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گی جس سے جہاں نفاذ اسلام کی جدوجہد کو شدید دھچکا لگے گا وہاں ریاست پاکستان بھی شدید مشکلات کا شکار ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ صلح کی طرف راغب ہونے اور امن کے قیام کے لیے اگرچہ دونوں فریقوں کو پوری محنت اور لگن سے کام کرنا ہوگا۔ البتہ حکومت کو پہل کرنی چاہیے اور وسیع القلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آگے بڑھ کر اپنے ناراض بھائیوں کو گلے لگانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ امن کو ایک موقع نہیں بلکہ سب مواقع ہی امن کو دینے ہوں گے۔ باہمی قتل و غارت اور خونریزی کسی کے مفاد میں نہیں' لہٰذا فریقین کو ہوش کے ناخن لینے چاہییں اور دوبارہ مذاکرات کا آغاز کرنا چاہیے۔ کسی امر کو انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے اور لچکدار رویہ اپنانا چاہیے' تاکہ وطنِ عزیز میں امن قائم ہو جائے اور دشمنانِ اسلام اور پاکستان کے ارادے پورے نہ ہو سکیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

زمانے کی خواتین کی بھی پوری پوری نمائندگی کر دی ہے۔ اس زمانہ میں آزادیٔ نسواں کی علم بردار عورتیں جو کچھ کہتی ہیں اس کی ایک بڑی اہم وجہ تو یہی ہے کہ وہ فرائض ان کو حقیر نظر آتے ہیں جو قدرت نے ان کے سر ڈالے ہیں اور وہ فرائض ان کو معزز و محترم نظر آتے ہیں جو مردوں سے متعلق ہیں۔ اس وجہ سے وہ کہتی ہیں کہ یہ کیا ناانصافی ہے کہ ہم عورتیں تو زندگی بھر بچے لادے لادے پھریں اور چولہے چکی کی نذر ہو کے رہ جائیں اور مرد ملکوں اور قوموں کی قسمتوں کے فیصلے کرتے پھریں! اور پھر وہ مطالبہ کرتی ہیں کہ ان کو بھی مردوں کے دوش بدوش ہر میدان میں جدوجہد کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ حالانکہ وہ غور کریں تو اس بات کے سمجھنے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہے کہ ایک مردِ مجاہد جو میدانِ جنگ میں جہاد کر رہا ہے اس کا یہ جہاد ہو نہیں سکتا جب تک اس کے پیچھے ایک مجاہدہ بچوں کے سنبھالنے اور گھر کی دیکھ بھال میں اپنی پوری قوتیں صرف نہ کرے!! میدانِ جنگ کا یہ جہاد گھر کے جہاد ہی کا ایک پرتو اور مرد کی یہ یکسوئی عورت کی قربانیوں کا ایک ثمر ہے۔ اس لیے مردِ خدا اگر خدا کی راہ میں لڑ رہا ہے تو تنہا مرد ہی نہیں لڑ رہا ہے بلکہ اس کے ساتھ خدا کی وہ بندی بھی مصروفِ پیکار ہے جس نے مرد کو زندگی کے دوسرے محاذوں پر لڑنے سے سبک دوش کر کے اس میدانِ جنگ کے لیے فارغ کیا ہے اور گھر کے مورچہ کو اُس نے خود سنبھال رکھا ہے۔ جذبات سے الگ ہو کر صحیح صحیح موازنہ کر کے اگر دیکھا جائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ ان دونوں جہادوں میں سے کوئی بھی کم ضروری ہے یا غیر ضروری ہے؟ انصاف یہ ہے کہ دونوں یکساں ضروری ہیں‘ اس لیے خدا کی نگاہوں میں دونوں کا اجر و ثواب بھی یکساں ہے۔‘‘

بیعت مردوں اور عورتوں دونوں سے لی جاتی تھی لیکن یہاں یہ بات واضح ہو گئی کہ دونوں کی بیعت میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ مردوں سے اصل بیعت یہ ہوتی تھی کہ دین کے غلبہ و اقامت کے لیے جان مال قربان کریں گے۔ عورتوں سے بیعت اِس بات کی لی جاتی تھی کہ وہ توحید پر قائم رہیں گی‘ گناہوں سے باز رہیں گی اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گی۔ یعنی دین کا ہر کام بجا لانے کی کوشش کریں گی۔ آگے فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ﴾

’’مومنو! ان لوگوں سے جن پر اللہ غصے ہوا ہے دوستی نہ کرو۔‘‘

اِس آخری آیت میں اُس مضمون کی پھر یاد دہانی کرا دی گئی ہے‘ جس سے سورت کا آغاز ہوا ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا تھا کہ مومنو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، یہاں فرمایا کہ اُن لوگوں سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب ہوا ہے۔ یعنی یہود جن کے پاس منافقین بار بار جاتے اور دوستی کی پینگیں بڑھاتے تھے۔ اور وہی کام آج کل ہمارے سب مسلمان حکمران کر رہے ہیں۔ ﴿لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ﴾ درحقیقت پالیسی سٹیٹمنٹ ہے۔ جس کے تحت اللہ تعالیٰ نے قیامت کے لیے مسلمانوں کو یہ راہنمائی دے دی ہے کہ یہود کو دوست نہ بنانا۔ ٹھیک ہے وہ اُمت دعوت ہیں‘ ان تک دین کی دعوت پہنچائی جائے گی‘ لیکن ان سے یہ توقع نہ رکھنا کہ دوستانہ تعلقات استوار کرنے کے نتیجے میں اُن میں سے کوئی اکا دکا ایمان لے آئے گا۔ وہ اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ اپنے پرانے دین پر رہتے ہوئے وہ مسلمانوں کے کبھی خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ آج کل جو مکالمہ بین المذاہب ہوتا ہے‘ ان میں اکثر و بیشتر ہمارا انداز معذرت خواہانہ ہوتا ہے۔ وہاں ایک مسلمان ڈٹ کر اپنے دین اسلام کی تعلیم نہیں پیش کر سکتا۔ ہمیں اِس روش کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ آگے فرمایا:

﴿قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَۃِ کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾﴾

’’(کیونکہ) جس طرح کافروں کو مُردوں (کے جی اٹھنے) کی اُمید نہیں‘ اسی طرح ان لوگوں کو بھی آخرت (کے آنے) کی اُمید نہیں۔‘‘

مشرکین کا کہنا تھا کہ کوئی آخرت نہیں ہے‘ کوئی دوبارہ اٹھنا نہیں ہے۔ جو مر گیا سو مر گیا۔ اسی طرح یہ یہود بھی آخرت سے مایوس ہیں۔ انہیں آخرت کے ہونے کا یقین تو ہے لیکن آخرت میں جو انجام ہونا ہے وہ انہیں پتا ہے۔ یہ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر اسلام دشمنی‘ حضور ﷺ کی مخالفت اور آپؐ کے خلاف سازشیں نہیں کر رہے ہیں بلکہ حقیقت کو خوب جانتے ہیں۔ لیکن یہ آخرت سے مایوس ہیں۔ لہٰذا چاہتے ہیں دنیا ہی میں جو ملنا ہے‘ مل جائے۔ یہ دنیا کی زندگی کے سب سے زیادہ حریص ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ ہزار برس کی عمر پا لے۔ اے اہل ایمان! تم ان کو دوست مت بنانا۔ مکہ فتح ہونے والا ہے اور حالات بدلنے والے ہیں‘ اب تم غالب ہو گے۔ لیکن یاد رکھو! ان پر کبھی بھروسا نہ کرنا‘ یہ تمہارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

یہود آخرت کو مانتے تھے‘ نبی اکرم ﷺ کو ایسے جانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہوں۔ پھر بھی انہوں نے تکذیب حق کی روش اُسی سبب سے اپنائی جس سبب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ ابلیس بہت اونچے درجے کو پہنچا ہوا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا۔ کیا وہ اس انکار کا انجام نہیں جانتا تھا؟ ظاہر ہے‘ ایسا نہ تھا۔ اس نے یہ جانتے بوجھتے محض ضد‘ تکبر اور حسد کی بنا پر ایسا کیا۔ اُس نے کہا خدایا! تو نے اِسے مٹی سے بنایا‘ جبکہ مجھے آگ سے پیدا کیا ہے‘ میں اس سے بہت بہتر ہوں‘ اس کو سجدہ کیسے کروں۔ اور یوں اُس نے اپنی عاقبت برباد کر دی۔ یہی معاملہ ان یہود کا ہے۔ انہیں خوب معلوم تھا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تورات میں آپؐ کی پیشین گوئیاں موجود تھیں۔ لیکن اس کے باوجود آپؐ کی رسالت پر ایمان اِس لیے نہ لائے کہ آپؐ کی بعثت بنی اسمٰعیل میں کیوں ہو گئی۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم خدا کے چنیدہ لوگ ہیں اور یہ اُمّی‘ اَن پڑھ ہیں۔ ان کے کسی فرد کو ہم پیغمبر کیسے مان لیں‘ نبوت و رسالت کا خلعت فاخرہ تو ہمارا حق بنتا ہے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ہم سے چھین کر ان کو کیوں دے دی۔ دو ہزار سال سے سارے نبی اور رسول ہماری نسل میں سے آئے۔ کتابیں ہمیں ملیں۔ پھر آخری رسول کی بعثت بنی اسماعیل میں کیوں ہو گئی۔ جیسے ابلیس نے اللہ کے اس فیصلے کے خلاف بغاوت کی کہ آدم کو خلافت ارضی دی جائے‘ یہود نے بھی ابلیس کی راہ چلتے ہوئے بغاوت کی۔ ان کی اصل دشمنی اللہ کے ساتھ ہے‘ اس لیے اللہ کی توحید کے علمبرداروں اور شمع رسالت کے پروانوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔ یہود اس وقت دنیا میں ابلیس کے نمائندے ہیں۔ یہ پوری دنیا میں مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ ان کا ہدف پوری دنیا کو اپنا معاشی غلام بنانا اور اسلام کو مٹانا ہے۔ ہم مسلمانوں کو اپنے حقیقی دشمنوں سے ہشیار رہنے اور اُن کی سازشوں کا ادراک اور توڑ کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلم دنیا کو چاہیے کہ اپنی پالیسی قرآنی نصوص کی بنیاد پر وضع کرے اور یہود و نصاریٰ کی دوستی سے کلیتاً احتراز کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مرتب: ابو اکرام

حذر اے چیرہ دستاں......

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

عالمگیریت (Globalization) کی عالمانہ فاضلانہ تشریحات تو بہت سی ہیں۔ الفاظ اور اصطلاحات میں ملفوف ایک خوبصورت کالم میں نظر سے گزریں۔ تاہم عمل کی دنیا میں جو ہم نے دیکھا تو گلوب اس وقت مغربی استعمار کی وہ توند ہے جو قدور راسیات ہے (حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں جنات کی تیار کردہ دیگیں جن پر سیڑھی لگا کر لوگ چڑھتے تھے)۔ دنیا کے سارے ہاتھ اسی کو بھرنے پر مامور ہیں۔ ہاتھی کی توند میں سب کی توند۔ تاہم یہ گلوب تیزی سے اس منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے جس پر بالآخر وہی لا الٰہ الا اللہ والا جھنڈا نصب ہونا ہے جو استعمار کے لیے بھیانک خواب (Nightmare) ہے۔ المیہ یہ ہے کہ نبی صادق ﷺ کی صحاح ستہ میں پیشین گوئیاں یہود و نصاریٰ تو حرز جاں بنائے' ان تمام مقامات کو ہدف بنائے پورا زور صرف کر رہے ہیں کہ وہ صبح طلوع نہ ہو جس کا وعدہ ہے۔ دنیا میں یہ دو فریق ڈٹ کر اس وقت برسر پیکار ہیں۔ دوسرا وہ ہے جو ہتھیلی پر سر لیے دنیا کے ہر خطے سے نکل کر دیوانہ وار کفر کے خلاف سربکف ہے' اللہ رسول ﷺ کے وعدوں کو پانے کے لیے۔ شرق و غرب کے مسلمان، یورپی ممالک، شمالی امریکہ، افریقہ تک کی نمائندگی۔۔۔ 'طوبیٰ للشام' (اہل شام کے لیے خوشخبری یہ شام لبنان، شام، فلسطین، اردن پر محیط ہے) کی حدیث پر مرمٹنے کو پروانہ وار لپکے چلے آ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''میری امت میں شام سے تعلق رکھنے والا ایک طبقہ ہے، اللہ کی مدد ہمیشہ ان کے ساتھ شامل رہے گی۔ پوری دنیا مل کر ان کا راستہ نہ روک سکے گی۔'' دوسری جانب ایمان و جہاد کا دوسرا مرکز خراسان ہے (دریائے آمو تا اٹک) ہم اس دور میں قدم رکھ چکے ہیں۔ آپؐ نے فیصلہ کن جنگوں کے جن مقامات کا تذکرہ کیا تھا، جنگیں وہاں لڑی جا رہی ہیں۔ احادیث میں مذکور حلب کے قریب اعماق، وابق اور الغوطہ۔۔۔ اور انگاروں کی جنگ۔ بیرل بموں کی صورت برستے انگارے حرف بہ حرف درست ثابت ہو رہے ہیں۔

ایسے میں آپؐ کا ایک اور اندیشہ بھی عملی طور پر ثابت ہو رہا ہے..... ''میں اپنی امت کے بارے میں جس چیز سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ گمراہ کرنے والے قائدین ہیں۔'' (ابوداؤد) امت تاریک رات میں کڑکتی بجلیوں اور طوفانوں کی طرح امڈتے فتنوں میں گھری ہوئی ہے۔ گمراہ کن قیادتیں اس تاریکی میں اضافے ہی کا سامان ہیں۔ یہ ساری داستان اپنی شناخت سے بے بہرہ، کفر کی اندھی تقلید کے مریضوں کے لیے حد درجے اجنبی ہے' جو توحید، رسالت، آخرت سے واجبی سا مَس رکھتے ہیں۔ وہ آفاقی نگاہ جو اللہ کے نور سے دیکھنے کا ملکہ عطا کرتی ہے' ہم پر مسلط استعماری نظام ہم سے چھین چکا۔ خوار از مہجوری قرآن شدی' شکوہ سنج گردش دوراں شدی۔۔۔ قرآن چھوڑ کر مسلمان ذلیل و رسوا ہوا۔ شکوہ حالات، سازشوں' گردش دوراں، امریکہ نیٹو کا کرتا ہے! در بغل داری کتاب زندہ۔۔۔ راندہ و پامال ہوا پڑا ہے حالانکہ بغل میں کتاب زندہ حیات نو کا سامان موجود ہے۔ آخر افغانوں/ طالبان کا فولاد کن بھٹیوں سے ڈھلا تھا جو ناقابل تسخیر ہوئے اور لا الٰہ کے خراسانی جھنڈے آج شام میں لہرا رہے ہیں؟ یہ اعجاز۔۔۔ در بغل داری کتاب زندہ کا ہے!

ان ذی شان، ایمان افروز معرکوں میں لا الٰہ کا وارث پاکستان کہاں ہے؟ اس سے بڑا المیہ ہماری تاریخ کا شاید ہی کوئی اور ہو کہ پرویز۔۔۔ ننگ ملت، ننگ دیں، ننگ وطن کے گناہوں کی طویل فہرست کے باوصف پاکستان لرز رہا ہو' اس کے دفاع کی خاطر؟ یحییٰ خان نے مست مئے ناب ہو کر ملک آدھا گنوا دیا۔ پرویز کی بوتل نے باقی ماندہ کو امریکہ کی بھینٹ چڑھا دیا۔ پاکستان کی بربادی کا تو کیا رونا، افغانستان کی تباہی کے بعد عراق پر حملے کے گناہ میں بھی ہم بالواسطہ شریک ہیں۔ امریکہ کو ہم نے پوری امت کچلنے پر جری کر دیا تعاون پیش کر کے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی نے حق کو دبانے کے لیے باطل کا ساتھ دیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اس سے برأت و بیزاری کا عام اعلان ہے۔'' جناب اس ملک کی بنیاد میں سیکولرسٹوں کا نہیں' شہداء کا خون ہے۔ اللہ رسول ﷺ سے اس کا ناتا ناچ گا بجا کر، چند بوتلی دانشوروں کی استعمار سے مستعار شدہ دانش کے ذریعے توڑا نہیں جا سکتا۔ یہ رشتہ خون کے ہر قطرے، ہر بن مو اور ہر خلیے میں سمایا ہوا ہے۔ امریکہ نے مسلمان ممالک کو اندر سے کھوکھلا کرنے کے لیے ہمہ گیر اندرونی جنگوں کے بم ہمارے ہاں نصب کر رکھے ہیں۔ ڈالر بھرا ریموٹ کنٹرول اس کے ہاتھ میں ہے۔ عراق، ترکی، مصر، پاکستان کو دیکھ لیجیے۔ آپس ہی میں لڑمرنے اور اندر سے خود کو کھوکھلا کرنے کا یہ نیا عنوان 'مشرف' ہے۔ وزیراعظم گیلانی اور پرویز اشرف کے عدالت میں پیش ہونے پر زلزلہ برپا نہیں ہوا تو مشرف کی ذات بابرکات سے تہلکہ کیوں وابستہ ہو؟ بھٹو کو پھانسی لگنے پر قیامت نہ ٹوٹے لیکن مشرف پر فرد جرم عائد ہو تو نہ ختم ہونے والی چاند ماری شروع ہو جائے؟ قبر میں پرویز کے دفاع اور منکر نکیر کو جواب دینے بھی کیا پوری یونٹ ساتھ جائے گی؟ کیا ہم خوف خدا، عدل، انصاف اللہ کے حضور حاضری، تنہا، تنہا جوابدہی، میزان، حساب کتاب، ابدی زندگی میں یا بھڑکتے شعلے اور یا راحت بھری بادشاہی سب سے ہاتھ دھو بیٹھے۔۔۔؟

امریکہ کو سول حکومتیں کبھی نہیں بھائیں۔ لہٰذا ایسی ہلہ شیری دلا کر جمہوریت کا تختہ مصر میں الٹا تھا۔ مگر جان لیجیے سیسی فوج عالم اسلام کی سب سے قابل نفرین فوج ہے جس نے نمائندہ حکومت کو ڈالروں کے عوض صریح ظلم سے ہٹایا۔ ملک میں جنگل کا قانون چلایا۔ اسی کی فوٹو کاپی پاکستان میں PPO ہے جو سول مارشل لاء ہے۔ شاید اب حکمران جماعت کو سمجھ آ جائے کہ سب سے پہلے اس قانون کے شکنجے میں وہ خود ہی جکڑی جائے گی۔ یہ شرمناک قانون، پرویزی دور سے رائج کردہ تمام تر لاقانونیت چادر چاردیواری کا مجروح تقدس، بلا وارنٹ گرفتاریاں، گھروں پر چھاپے، ماورائے قانون حراستی مراکز، انسانی حقوق کی بدترین پامالی، بوری بند لاشوں کو جواز بخشنے اور پاکستان کو مصر بنانے کی سازش ہے۔ تمام جماعتوں کو بیک زبان ان سازشوں کو اسی طرح ناکام بنانا ہوگا جیسے ترکی کے عوام نے امریکہ کی تمام تر کوششوں، تمناؤں، پیسہ بہانے کے باوجود اپنا وزن اردوان کے پلڑے میں ڈالا۔ فوج کے نام پر

جذبات ابھار کر، تاریخ بدلنا، حقائق مسخ کرنا اور عدل و انصاف کا مثلہ کرنا کسی دانشور، کسی سطح پر بھی قیادت کرنے والے کو زیبا نہیں۔ اتنا جھوٹ، فریب قوم ہضم نہ کر سکے گی۔ سویلین حکومت کا تختہ الٹنے کا خواب ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی تعبیر لائے گا۔ قوم نے خطِ غربت سے نیچے رہتے ہوئے بھی دفاع کے لیے ہر ممکن ضروریات وسہولیات اپنی استطاعت سے بڑھ کر بہم پہنچائی ہیں۔ بھارت اور کشمیر کے نام پر اپنے محافظوں کو ایستادہ کیا۔ اب وہاں مسلم کش، پاکستان کی جان کا لاگو مودی آنے کو ہے۔ مشرقی سرحد کی فکر کیجیے۔ رہی حکمرانی...... تو جس کا کام اسی کو ساجھے۔ بلوچستان سے اٹھتے شعلے اسلام آباد تک آن پہنچے۔ 26 ایجنسیاں کہاں تھیں......؟ طالبان سے نمٹنے کے شوق اور مذاکرات سبوتاژ کرنے کی در پردہ کوششیں پاکستان کو بہت مہنگی پڑیں گی۔ ملک ہو گا تو ادارے، کرسیاں، مربعے، رئیل اسٹیٹ، فیکٹریاں دال روٹی سب چلے گی۔ ہوش کے ناخن لیں۔ یہ وقت انا کی چتا میں جلنے جلانے کا نہیں ہے۔

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی' عمر 27 سال' تعلیم ایم اے عربی' خوبصورت وخوب سیرت کے لیے دینی مزاج کے حامل اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ (والدین رابطہ کریں) برائے رابطہ: 0323-4871759

☆ آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے' عمر 35 سال' قد 6 فٹ' تعلیم ایم بی اے، ذاتی کاروبار صوم وصلوٰۃ کی پابند باپردہ خوبصورت وخوب سیرت دراز قد لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (والدین رابطہ کریں)۔ برائے رابطہ: 0423755039

☆ لاہور میں مقیم فیملی کو اپنے بیٹے' عمر 25 سال' قد 5 فٹ 7 انچ' بیوی میں انجینئر' باریش کے لیے دینی دنیاوی تعلیم سے آراستہ' شرعی پردہ کی پابند لڑکی (جس کی عمر 21 سال تک ہو) کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0332-4494224

042-35225791

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال تعلیم مڈل' حافظ قرآن کے لیے دینی مزاج کی حامل سمجھدار لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4288073

احساسِ زیاں!

محمد سمیع

اسلام مروجہ معنوں میں مذہب نہیں بلکہ کامل دین ہے۔ یہ لوگوں کی انفرادی زندگی تک محدود نہیں بلکہ یہ ہمارے اجتماعی زندگی کے معاملات میں بھی ہمیں رہنمائی عطا کرتا ہے۔ سیکولرازم اور اسلام میں یہی تو فرق ہے کہ سیکولرازم مذہب کو لوگوں کے انفرادی زندگی تک محدود کر دیتا ہے۔ اسے اس سے کوئی غرض نہیں کہ لوگ ایک خدا کو مانیں، ہزاروں خداؤں کو مانیں یا کسی خدا کو نہ مانیں۔ عبادات کے لئے مسجد جائیں ،مندر جائیں، گرجا گھر جائیں یا سینی گاگ میں جائیں۔ اسے اس سے بھی کوئی غرض نہیں کہ مردوں کو دفنایا جائے، جلایا جائے یا کسی اونچی جگہ پر رکھ دیا جائے' تاکہ چیل کوؤں کو خوراک میسر آ جائے۔ گویا سیکولرازم عقائد، عبادات اور رسومات میں کوئی دخل نہیں دیتا۔ ایک اسلامی ریاست بھی غیر مسلموں کو بھی ان معاملات میں مکمل آزادی دیتی ہے' البتہ مسلمانوں کو اس بات کا پابند بنایا جاتا ہے کہ جب تم نے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک تسلیم کر لیا ہے تو اب اس کے دیئے ہوئے احکامات پر لازماً عمل کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دستور میں یہ بات طے کر دی گئی ہے کہ یہاں قرآن وسنت سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں کی جا سکتی اور ظاہر ہے کہ غیر مسلموں پر بھی ملکی قوانین اسی طرح لاگو ہوں گے جس طرح مسلمانوں پر البتہ ان کے اپنے پرسنل لاء پر عمل کرنے کی پوری آزادی ہوگی۔ سیکولرازم اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اجتماعی نظام میں مذہب کا کوئی عمل دخل ہو تو اس کے برعکس اسلام اجتماعی نظام کو دین کے تابع رکھنا چاہتا ہے۔ اجتماعی تین گوشوں میں اسلام نے سب سے زیادہ اہمیت معاشرتی گوشے کو دی ہے اور احکامات کی جتنی تفصیلات قرآن کریم میں زندگی کے اس گوشے کے بارے میں دی گئی ہے اتنی بقیہ دو گوشوں (یعنی سیاسی اور معاشی) کے بارے میں نہیں دی۔ کسی ملک میں معاشرہ جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی اسے استحکام حاصل ہوگا۔ اس بات کو امریکہ کے صدر اوباما نے بھی اپنے فروری 2013ء کے State of th union تقریر میں تسلیم کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ایک مضبوط امریکہ کے لئے ایک مضبوط معاشرے کی ضرورت ہے اور اسی لئے اس نے شادی کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے جس سے ایک خاندان وجود میں آتا ہے جو معاشرے کا بنیادی یونٹ ہے۔ خاندان کا ادارہ مضبوط ہوگا تو معاشرہ بھی مضبوط ہوگا۔

اب آیئے ایک اور حقیقت کی طرف۔ ملک کے اداروں کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی معاشرے میں خاندان کی ہے۔ اگر اداروں کا وقار قائم رہے گا تو اس کے نتیجے میں عالمی سطح پر ملک کا وقار بھی قائم رہے گا۔ آج عالمی سطح پر ہمارے وقار کی جو صورت ہے' وہ اکثر لوگوں کی گفتگو سے ظاہر ہو جاتی ہے' جب وہ شکوہ کرتے ہیں کہ دوسرے ملکوں میں گرین پاسپورٹ کی بنیاد پر جب ہماری قومی شناخت ظاہر ہوتی ہے تو ہمیں ان کی جانب سے امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ الحمدللہ، اب ہمارے اداروں میں احساس زیاں پیدا ہو رہا ہے۔ ہمارے آرمی چیف نے فوج کے وقار کے بارے میں تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ حکومت کو ان کے تحفظات پر غور کرنا چاہئے تھا کیونکہ فوج کا ادارہ دفاعِ وطن کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ اس کے وقار کے بارے میں کوئی دو رائے نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن وزیر دفاع نے پارلیمنٹ میں آرمی چیف کے بیان پر جو ردعمل ظاہر کیا ہے اس پر کور کمانڈر کانفرنس میں تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے اور یہ صورتحال انتہائی الارمنگ ہے۔

جہاں حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ فوج کے وقار کی بحالی میں آرمی چیف کی مدد کرے، وہاں انہیں بھی سوچنا چاہئے کہ آخر ایسی کیا بات ہوئی جس کی بناء پر فوج کے ادارے کے وقار کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ کیا یہ وہی فوج نہیں ہے کہ جب 1965ء میں ہمارے ازلی دشمن بھارت نے ہم پر شب خون مارا تھا تو پوری قوم اس کی پشت پر تھی۔ اس کے برعکس جب 1971ء میں مشرقی پاکستان میں شورش برپا ہوئی اور اس سے نمٹنے کے لئے اس وقت کی فوجی حکومت نے جو اقدام کئے اس کے نتیجے میں نہ صرف وہاں کے عوام نے فوج کی پشت پناہی نہیں کی بلکہ مغربی پاکستان کے چند عوامی لیڈروں نے بھی اس

اقدام پر تحفظات کا اظہار کیا تھا جس میں خود فوج کے ایک ریٹائر ایئر مارشل اور سابق ایئر چیف بھی شامل تھے۔ اس فوجی اقدام کے نتیجے میں سقوط ڈھاکا کی صورت میں مسلم امہ کی پیشانی پر سقوط غرناطہ اور سقوط بغداد کے بعد ایک اور کلنک کا ٹیکہ لگ گیا۔ یہ سب کچھ ایک سیاستداں اور ایک فوجی حکمراں کے گٹھ جوڑ کا نتیجہ تھا۔ اس وقت نہ سیاستدان کو اپنے وقار کی فکر تھی اور نہ ہی فوج کے ادارے کو۔ حالانکہ اس شکست کے نتیجے میں ملکی وقار کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا وہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اگر ہم اپنے ملک کی تاریخ کا طائرانہ جائزہ لیں تو قائد اعظم اور شہید ملت کے بعد ہمارے سیاسی لیڈروں اور فوجی قیادتوں کے اقدامات نے ملکی وقار کو پے در پے دھچکے پہنچائے۔ ابتدائی دس سال میں ہمارے ہاں حکومتوں میں اتنی ٹوٹ پھوٹ ہوئی کہ اس وقت کی بھارتی قیادت کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ ہم اتنی دھوتیاں نہیں بدلتے جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلتی ہیں۔ اگر ہماری قیادت نے دانشمندی کا مظاہرہ کیا ہوتا تو ملکی وقار کو اس بیان سے جو دھچکا لگا تھا اس کی نوبت نہ آتی۔ جب پاکستان میں پہلا مارشل لاء نافذ ہوا تو اس زمانے میں میں ہائی اسکول کا طالبعلم تھا۔ مارشل لاء کے نفاذ کی خبر سن کر ایک دور اندیش نے بڑی افسردگی کے ساتھ یہ کہا تھا کہ بیٹا! اب تو اس ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔ ان کا وہ اندیشہ تقریباً تیرہ سال کے مختصر عرصے میں حقیقت بن کر سامنے آ گیا۔ افسوس کہ قوم کی اس ذلت سے نہ تو سیاستدانوں نے کوئی سبق حاصل کیا اور نہ ہمارے فوجی قیادتوں نے۔ فوجی آمر جمہوری حکومتوں کے تختے الٹتے رہے اور اپنی حریف سیاسی جماعتوں کی حکومتوں کے خلاف بغض معاویہ میں ہمارے سیاستداں حضرات فوجی ٹیک اوور پر خوشیاں مناتے اور مٹھائیاں بانٹتے رہے۔ جب عوام کے ایک منتخب وزیر اعظم کو فوجی حکومت نے سولی پر چڑھا دیا' پھر بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں اور نہ ان کے رویوں میں کوئی تبدیلی آئی۔ بھٹو کی پھانسی کا فیصلہ لکھنے کو جج نے جو قلم استعمال کیا اس کو جن لوگوں نے اس وقت کے فوجی ڈکٹیٹر سے تحفے کے طور پر مانگ لیا تھا وہی پاکستان کو شدید ترین نقصان پہنچانے والے بدترین ڈکٹیٹر کی حمایت میں بیانات دے رہے ہیں۔ جس کی جماعت کا لیڈر پھانسی پر چڑھا دیا گیا نہ اس کے لوگوں نے اور نہ دیگر سیاستدانوں نے پارلیمنٹ کے وقار کے تحفظ کے لئے آواز اٹھائی جب کہ وہ اس ادارے کا حکومتی سربراہ تھا۔ ہمیں عدل سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ مصلحتیں عزیز ہیں۔ یہ حال اس مملکت کا ہے جس کے بانی سے جب پوچھا گیا تھا کہ پاکستان کا دستور کیا ہوگا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارا دستور تو قرآن کی صورت میں چودہ سو سال ہمیں مل چکا ہے۔ دراصل ہماری قیادتوں کو اپنے اپنے وقار کی فکر تو ہے لیکن انہیں ملکی وقار کی کوئی پروا نہیں۔ کل ہم نے اپنا دایاں بازو کھویا (جی ہاں جمہوری اصولوں کے مطابق مشرقی پاکستان ہمارا دایاں بازو تھا کیونکہ آبادی کے اعتبار سے وہ اکثریت رکھتا تھا)، آج ہمارا رقبے کے اعتبار سے سب سے بڑا صوبہ علیحدگی کی طرف مائل ہے اور آبادی کے اعتبار سے سب سے بڑے شہر میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے اور قائد اعظم نے ملکی دفاع کے لئے جن قبائلیوں پر اعتماد کیا تھا اور جہاں فوج رکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی تھی انہیں آج ہمارے اقتدار کے بھوکے حضرات نے دشمن بنا کر ہمارے بیرونی دشمنوں کی اس خواہش کی تکمیل کی راہ ہموار کر دی ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو خلیجی ریاستوں کی طرح چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بانٹ کر اپنا غلام بنا لو۔ اللہ تعالیٰ ان ''پروقار'' لوگوں کو ہدایت سے نوازے اور اپنے عطا کردہ مملکت کو جسے لوٹ لوٹ کر عالمی گداگر بنا دیا گیا ہے، تقسیم در تقسیم سے بچائے اور اسے ایک باوقار مملکت بنا دے۔ جس قادر مطلق نے ہمیں یہ مملکت عطا کی تھی وہ یہ قدرت بھی رکھتا ہے کہ اسے قائم بھی رکھے ورنہ ہم نے تو اسے تباہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''دفتر تنظیم اسلامی بلوچستان 2-12/2-370 بالائی منزل بالمقابل کوالٹی سویٹس، منان چوک، شاہراہ اقبال، کوئٹہ'' میں

4 تا 10 مئی 2014ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

جبکہ

9 تا 11 مئی 2014ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-3820028/081-2842969

ایک سجدہ جس نے پوری قوم کو رُسوا کیا!

ضمیر اختر خان

انسان مسجود ملائک ہے۔زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔کائنات میں مکرم ترین ہستی ہے یعنی اشرف المخلوقات ہے۔کائنات کی ہر چیز کو اللہ نے اس کے لیے مسخر کر دیا ہے ،لیکن خود انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔عبادت کے دو پہلو ہیں بلاواسطہ(Direct)اور بالواسطہ(Indirect)۔ بلاواسطہ عبادت میں تمام مراسم عبودیت شامل ہیں جیسے نماز،روزہ،زکوۃ اور حج وغیرہ اور بالواسطہ عبادت میں بندگان خدا کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے بھلائی کرنا ہے جس میں فرد کی ضروریات سے لے کر معاشرے کی اجتماعی ضروریات تک تمام دنیوی واخروی ضرورتیں شامل ہیں۔اسلام نے جہاں اللہ کی بلاواسطہ عبادت کو انسان کی تخلیق کا مقصد قرار دیا ہے وہاں پر معاشرے کی فلاح وبہبود خاص طور پر قیام عدل اجتماعی کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔جس معاشرے میں عدل نہ ہو وہاں پر اللہ کی بلاواسطہ عبادت کا حق بھی ادا نہیں ہوسکتا۔اسی لیے قرآن نے انسانوں کے گلہائے سرسبد یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کے بھیجے کا ایک مقصد عدل وقسط کا قیام بتایا ہے اور نبی ﷺ کی بعثت کا اعلیٰ ترین مقصد تو غلبہ واقامت دین بیان کیا ہے۔ انسان اپنے مقام ومقصد کو بھول جائے تو پھر وہ ہر کسی کے سامنے سجدہ ریز رہتا ہے بلکہ اپنی جبین نیاز در در پر رگڑتا ہے۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم سے بھی بحیثیت قوم اپنے مقصد تخلیق کے حوالے سے انتہائی سنگین غلطی ہوئی جب ہماری ہی قوم کا ایک فرد عالمی سامراج کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا اور پوری قوم کی رسوائی کا سبب بن گیا۔قوم نے اس کے اس بدترین فعل پر خاطر خواہ احتجاج بھی نہ کیا' یہاں تک کہ قومی سیاہ نے بھی اس کا راستہ روکنے کی بجائے اس کے ساتھ تعاون کیا اور پوری قوم اب تک اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔اس سیاہ رو، بر خود غلط،خود پسند اور لادینی سوچ کے حامل بدبخت نے قبل ازیں 12 اکتوبر 1999ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین باب رقم کیا جب دستور پاکستان کی دفعہ 6 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور اپنے حلف سے انحراف کرتے ہوئے اس نے ایک منتخب حکومت کو برطرف کر کے اقتدار پر قبضہ کیا۔کارگل کی رسوائی کا بدلہ اس نے اپنا ہی ملک فتح کر کے لیا اور اپنی قوم کے سامنے بار بار یہ بڑک مارتا رہا کہ ”میں کسی سے ڈرتا ورتا نہیں ہوں“۔نائن الیون کے ڈرامے کے بعد اپنی قوم کو مکے دکھانے والا صرف ایک ٹیلی فون کال پر یہودیوں کے سرخیل امریکہ کے سامنے سربسجود ہوگیا۔

پرویز مشرف کا یہ ذلت آمیز رویہ جہاں بدترین بزدلی تھی' وہاں قرآنی حکم کی کھلی خلاف ورزی بھی تھی۔اللہ نے واضح طور پر(سورۃ المائدۃ: آیات 51-52)اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ یہودیوں اور نصرانیوں کو یار ومددگار نہ بنائیں۔یہ خود ہی ایک دوسرے کے یار ومددگار ہیں۔جو کوئی ان کی دوستی کا دم بھرے گا تو پھر وہ انہی میں سے ہوگا۔جو کوئی ڈر کر ان کے ساتھ سازگاری اختیار کرے گا وہ تو نفاق کے مرض میں مبتلا ہوگا۔اللہ نے تو ہمیں اہل کتاب کے معاملے میں یہاں تک خبردار کیا ہے کہ ”اگر تم اہل کتاب کے ایک گروہ کی بات مان لوگے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تم کو دوبارہ کافر بنا کر چھوڑیں گے“۔ (سورۃ ال عمران:100)ہم ان ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی بجائے مسلسل امریکی استعمار کی غلامی ہی اختیار کیے ہوئے ہیں اور ذلت پر ذلت اٹھا رہے ہیں۔ اللہ کی مدد ونصرت پر یقین کرنے کی بجائے ہم نے دنیوی خداؤں کا دامن تھاما تو رسوائی اٹھائی اور جب تک وہ ایک سجدہ جسے ہم گراں سمجھ رہے ہیں وہ ایک اللہ سبحانہٗ کے سامنے نہیں بجالاتے، ہزار سجدوں سے نجات نہیں پاسکیں گے۔یہاں سجدے سے ہماری مراد انفرادی سطح پر اللہ کی کامل اطاعت وبندگی اور اجتماعی سطح پر اللہ کے دین کا قیام ونفاذ ہے۔اسی مقصد کے لیے ہم نے انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کی تھی۔66 برس بعد بھی ہم نے غیروں ہی کی غلامی اختیار کی ہوئی ہے۔ یہ بحیثیت قوم ہمارے لیے رسوائی کی بات ہے۔

ہماری ویب سائٹ

www.tanzeem.org

پر ملاحظہ کیجیے:

- ☆ تنظیم اسلامی کا تعارف
- ☆ بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا مکمل دورۂ ترجمۂ قرآن
- ☆ بانی تنظیم اسلامی اور امیر تنظیم اسلامی کے مختلف خطابات
- ☆ تلاوتِ قرآن' دروسِ قرآن' دروسِ حدیث اور خطاباتِ جمعہ
- ☆ صحیح بخاری' صحیح مسلم' موطا امام مالک اور اربعین نوویؒ کے تراجم
- ☆ میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے
- ☆ اردو اور انگریزی کتابیں
- ☆ آڈیو ویڈیو کیسٹس سی ڈیز اور مطبوعات کی مکمل فہرست

ماں کی قدر و منزلت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اللہ تعالیٰ نے ماں کے دل میں بچے کی وہ محبت ڈالی ہے کہ وہ اس کو تکلیف سے بچانے اور آسائش پہنچانے کی خاطر بھوک' پیاس اور ہر طرح کی مشقت برداشت کر لیتی ہے۔ شیر خوارگی اور بچپنے میں تو بچہ فقط ماں ہی کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ اگر یہ شدید فطری محبت کا جذبہ نہ ہوتا تو اکثر بچے ماں کی عدم توجہ کے سبب ضائع ہو جاتے۔ ماں اپنے بچے کے لیے جو ایثار اور قربانی کرتی ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اگرچہ باپ بھی بچے کے ساتھ پیار و محبت کا جذبہ رکھتا ہے اور اسے ضرورت کی ہر چیز فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے' تاہم ماں کی ممتا کا کوئی بدل نہیں۔

اسلام دین فطرت ہونے کے ناتے تمام فطری تقاضوں کو بطریق احسن انجام دینے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ماں جو بچے کی پرورش میں اپنا سکھ اور چین قربان کرتی ہے اس ایثار کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماں کے قدموں تلے جنت کی بشارت دی ہے۔ ہر شخص کے لیے لازم ہے کہ وہ ماں کے ایثار و قربانی کو یاد رکھے اور ہوش مندی کی عمر کو پہنچ کر ماں کے احسانات کا بدلہ چکانے کی کوشش کرے۔ اگرچہ اولاد کی بڑی سے بڑی قربانی بھی ماں کے احسانات کا بدلہ نہیں ہو سکتی۔

نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنی ماں کو یمن سے اپنی پیٹھ پر لاد کر حج کرایا ہے' اسے اپنی پیٹھ پر بیت اللہ کا طواف کروایا' صفا و مروہ کی سعی کی' عرفات گیا' پھر اسی حالت میں مزدلفہ آیا اور منیٰ میں کنکریاں ماریں۔ وہ نہایت بوڑھی ہے' ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ میں نے یہ سارے کام اسے اپنی پیٹھ پر لیے ہوئے انجام دیے ہیں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' اس کا حق ادا نہیں ہوا۔'' اس آدمی نے پوچھا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس لیے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لیے ساری مصیبتیں جھیلیں اس تمنا کے ساتھ کہ تم زندہ رہو اور تم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا اس حال میں کیا ہے کہ تم اس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو۔'' (''ذکر ماں'' از ڈاکٹر غلام سرور شیخ)

چونکہ ماں اولاد کی خاطر بڑی تکلیفیں' مشقتیں اور بے آرامیاں برداشت کرتی ہے' لہٰذا مسلمہ اخلاقی تقاضے کے مطابق اولاد پر لازم ہے کہ وہ جوانی کی عمر کو پہنچ کر ماں کی خدمات اور احسانات کو یاد رکھے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ اپنی محسنہ کے ساتھ حسن سلوک کر کے ثواب پاتا ہے۔ اس کے علاوہ جب وہ ماں کو خوش کرتا ہے تو اس کی دعاؤں سے بہرہ یاب ہوتا ہے اور ماں کی دعا رائیگاں نہیں جاتی۔ اسی طرح جو شخص ماں کی ایثار و قربانی کو یاد نہیں رکھتا بلکہ ماں کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے تو اس کا بدبخت ہونا یقینی ہے۔ وہ آخرت میں اس کی سزا پائے گا مگر ماں کے ساتھ بدسلوکی وہ گناہ ہے جس کا بدلہ اس زندگی میں بھی مل کر رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کی موت کا وقت آ پہنچا ہے' اسے کلمہ پڑھنے کے لیے کہا جا رہا ہے لیکن وہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا کہ ''کیا وہ نماز پڑھتا تھا۔'' عرض کیا ہاں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھے ہم بھی آپ کے ساتھ ہو گئے۔ آپ ﷺ اس نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں پڑھ سکتا۔ آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ ماں کا نافرمان ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس کی والدہ زندہ ہے؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ زندہ ہے۔ فرمایا: اسے بلاؤ وہ خاتون حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ تیرا بیٹا ہے؟'' عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا بیٹا ہے۔ فرمایا تیری کیا رائے ہے کہ اگر میں آگ جلاؤں اور تو اس کی سفارش کرے تو ہم اسے چھوڑ دیں ورنہ ہم اسے جلا دیں گے۔ کیا تو اس کی سفارش کرتی ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کی سفارش کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ اور مجھے گواہ بنا کر کہتی ہو کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بعد فرمایا: ''نوجوان پڑھو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔ اس نوجوان نے یہ کلمات فی الفور پڑھ دیے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا: حمد و ثنا ہے اللہ کے لیے جس نے اسے آگ سے نجات عطا فرمائی۔ (ذکر ماں از ڈاکٹر غلام سرور شیخ)

حقیقت یہ ہے کہ ماں کی گستاخی کبیرہ گناہ ہے جس نے سال ہا سال تک خدمت کی ہو اس کے دل کو نرم سلوک اور خدمت کی بجائے اذیت دینا بہت بڑی بے مروتی' احسان فراموشی اور بداخلاقی ہے۔ اسی لیے دنیا اگرچہ دار العمل ہے' دار الجزا نہیں' مگر ماں کی گستاخی کی سزا عاقبت سے پہلے دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔

امام بخاری ؒ اپنی کتاب المفرد میں لکھتے ہیں کہ ایک قبرستان میں مغرب کے بعد ایک قبر پھٹتی تھی۔ اس میں سے ایک شخص نکلتا جس کا سر گدھے کے مانند تھا' گدھے کی آواز نکال کر چند لمحے بعد قبر میں چلا جاتا تھا۔ کسی نے لوگوں سے پوچھا کہ آخر اس قبر والے کے ساتھ یہ معاملہ کیوں ہو رہا ہے؟ بتانے والے نے بتایا کہ یہ آدمی شراب پیتا تھا۔ جب اس کی ماں اسے ڈانٹتی تو کہتا تھا کیوں گدھے کی طرح چلاتی ہے؟ (بحوالہ بکھرے موتی از مولانا محمد یونس پالن پوری ص 402)

اس کے برعکس جس نے بوڑھی ماں کی خدمت کی اور دعائیں لیں اس کی خوش بختی کا کیا کہنا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یا اللہ! میرا جنت میں ساتھی کون ہے؟ فرمایا: فلاں قصائی' قصائی کا پتہ بتایا۔ نہ

کسی ابدال کا' نہ کسی قطب کا' نہ کسی شہید کا' نہ محدث کا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے۔ پھر اس قصائی کو دیکھنے چلے گئے' قصائی بازار میں گوشت بیچ رہا تھا۔ شام ہوئی اُس نے دکان بند کی اور گوشت کا ٹکڑا تھیلے میں ڈالا اور گھر چل دیا۔ موسیٰؑ بھی ساتھ ہولیے۔ کہنے لگے بھائی میں تیرے ساتھ جاؤں گا۔ اس کو نہیں پتا تھا کہ یہ موسیٰ ہیں۔ کہنے لگا آ جاؤ۔ گھر گئے۔ اس نے بوٹیاں بنا کر سالن چڑھایا' آٹا گوندھا' روٹی پکائی' سالن تیار کیا۔ پھر ایک بڑھیا تھی' اسے اٹھا کر کندھے کا سہارا دیا۔ سیدھے ہاتھ سے لقمے بنا بنا کر اسے کھلائے۔ اس کا منہ صاف کیا' اس کو لٹایا۔ وہ کچھ بڑبڑائی۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا میری ماں ہے۔ صبح کو اس کی ساری خدمت کر کے جاتا ہوں اور رات کو آ کر پہلے اس کی خدمت کرتا ہوں۔ اب اپنے بچوں کو دیکھوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ کچھ کہہ رہی تھی؟ کہا: ہاں جی! روز کہتی ہے' اللہ تجھے موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بنائے۔ میں قصائی کہاں اور موسیٰ علیہ السلام نبی کہاں؟ (بکھرے موتی از مولانا محمد یونس پالن پوری' ص812)

پس جن لوگوں کی مائیں زندہ ہیں وہ موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ ماں کو محبت بھری نظر سے دیکھیں۔ ان کے ساتھ جھک کر بات کریں۔ چیخ کر نہ بولیں۔ جب بھی وہ آواز دیں فوراً لبیک کہیں۔ کسی بھی انداز سے ان کا دل نہ دکھائیں۔ آزردہ نہ ہونے دیں۔ کسی وقت ناراض ہو جائیں تو فوراً معافی مانگ کر راضی کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے منہ سے برے الفاظ نکل جائیں۔ ایسے الفاظ خوش بختی کو بدبختی میں بدل سکتے ہیں۔

مائیں اپنے وفادار' خدمت شعار اور مؤدب اولاد کے لیے دن رات دعائیں کرتی ہیں۔ یہ دعائیں اولاد کے لیے بیش قیمت اثاثہ ہیں۔ والدہ کی وفات کے ساتھ ہی دعاؤں کا یہ باب بند ہو جاتا ہے اور حسرت ہی رہ جاتی ہے کہ ع اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا۔ جن کی والدہ فوت ہو چکی ہے وہ ہر نماز کے بعد ماں کی بخشش کے لیے دعا کریں۔ ان کی طرف سے صدقہ دیں۔ نیکی کے کام کر کے ان کے لیے ایصال ثواب کریں۔

❁❁❁

کلامِ اقبال

فرقان دانش

غزلیات (بانگِ درا)

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی   ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

اے نورِ مطلق تجھے ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ اگر کوئی تجھے دیکھنے کا خواہش مند ہے تو اسے دل کی آنکھ کھولنی چاہیے یعنی دل کی آنکھ کھل جائے تو ہر شے میں اس کا جلوہ نظر آئے گا۔

منصور کو ہوا لبِ گویا پیامِ موت   اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی

منصور نے عشق میں مست ہو کر اناالحق کہا۔ یہی دعویٰ اس کے لیے موت کا باعث بنا۔ گویا اس نے عشق کی مستی میں لب کھولے تو اُسے موت کا جام پینا پڑا۔ اگر حالت یہ ہے تو اب کوئی کس بنا پر کسی کے عشق کا دعویٰ کرے۔ لہٰذا چپ رہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

ہو دید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر   ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

اگر تجھے دیدارِ الٰہی کا شوق ہو تو باقی ہر شے سے آنکھیں بند کر لے۔ تصوف میں دیدارِ الٰہی یا صوتِ سرمدی سننے کے لیے یہی طریقہ بتایا جاتا ہے کہ اگر اُسے دیکھنے کا شوق ہے تو ظاہری آنکھ بند کر کے سراپا آنکھ بن جائے اور اگر اس کی آواز سننا چاہتا ہے تو باہر کی آوازوں سے قطع تعلق کر کے اپنے کانوں کو بند کر لے۔

میں انتہائے عشق ہوں، تو انتہائے حسن   دیکھے مجھے کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

اس شعر میں اس عاشق کا بیان ہے جو عشق کی ساری منزلیں طے کر چکا ہے۔ جبکہ دوسری طرف حسن بھی اپنے کامل ترین درجہ میں موجود ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں عشق کی آخری منزل پر پہنچا ہوں جبکہ تو حسن میں کمال کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہے۔ چونکہ اس مقام پر عشق اور حسن میں دوئی باقی نہیں رہتی' لہٰذا سوال یہ ہے کہ اب لوگ مجھے دیکھیں یا تجھے؟

عذر آفرینِ جرمِ محبت ہے حسنِ دوست   محشر میں عذرِ تازہ نہ پیدا کرے کوئی

(عذر آفرین: بہانہ پیدا کرنے والا)

جب اس دنیا میں محبوب کے حسن تک رسائی کا بہانہ جرمِ محبت ہے تو مرنے کے بعد روزِ حشر بھی محبوب کے دیدار کے لیے جنونِ محبت کے علاوہ کسی نئے عذر کی کیا ضرورت ہے۔

چھپتی نہیں ہے یہ نگہِ شوق، ہم نشیں!   پھر اور کس طرح انھیں دیکھا کرے کوئی

اے ہم نشین! میں محبوب کو محبت بھری نظر ہی سے دیکھ سکتا ہوں، ایسی نظر کو لاکھ چھپانے کی کوشش کی جائے یہ چھپ نہیں سکتی۔ اس بنا پر مجھے مجرم سمجھا جاتا ہے لیکن کوئی مجھے بتائے کہ میں انھیں اور کس نظر سے دیکھوں؟

اڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پر کلیم   طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ کو دیکھنے کی ضد کی، جب اللہ نے طور پر اپنی تجلی ڈالی تو آپؑ اسے دیکھنے کی تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو گئے اور پہاڑ بھی جل کر راکھ ہو گیا۔ اس واقعہ کو یاد دلا کر اقبالؒ ہر اس عاشق کو یہ باور کرا رہے ہیں جو دیدارِ الٰہی کا خواہش مند ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اسے ظاہر کی آنکھ سے نہ دیکھ سکے تو کوئی اور کیا دیکھے گا۔ دید کا تقاضا تو وہ کرے جس میں اس کی طاقت ہو۔ لہٰذا ایسی خواہش کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔

نظارے کو یہ جنبشِ مژگاں بھی بار ہے   نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

(جنبشِ مژگاں: پلکوں کا ہلنا)

محبوب کے دیدار کے وقت تو پلکوں کا جھپکنا بھی عاشق کو گوارا نہیں۔ اگر اسے دیکھنا ہو تو نرگس کی آنکھ پیدا کی جائے جس کی پلکیں نہیں ہوتیں۔ مطلب یہ ہے کہ اسے دل کی آنکھ سے دیکھا جائے۔

کھل جائیں کیا مزے ہیں تمنائے شوق میں   دو چار دن جو میری تمنا کرے کوئی

اگر کوئی میری طرح محبوب کے عشق میں دو چار دن گزارے تو اسے معلوم ہو جائے کہ اس شوق کی تمنا کے کیا مزے ہیں۔ مطلب یہ کہ عشق کے لطف کا اندازہ ذاتی تجربے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

پرویز مشرف کا اصل جرم؟

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مرتب: فرقان دانش

مہمانانِ گرامی: ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)
رضوان الرحمٰن رضی (معروف صحافی، کالم نگار)

میزبان: وسیم احمد

سوال : آپ کے خیال میں آئین کے آرٹیکل 6 کا اطلاق صرف پرویز مشرف پر ہی ہوتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

رضوان رضی: آپ نے آرٹیکل 6 کے حوالے سے جو بات کی ہے یقیناً اس پر بہت ساری بحثیں منحصر ہیں۔ پرویز مشرف صاحب نے دو دفعہ آئین توڑا۔ جب پہلی بار آئین ٹوٹا تو اس وقت ارشاد حسن خان چیف جسٹس تھے۔ انھوں نے جو بینچ تشکیل دیا اس میں افتخار چودھری صاحب بھی ہوں گے۔ لیکن ارشاد حسن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے غلط کیا۔ ظاہر ہے اس کے بعد جو پارلیمنٹ آئی، اس نے بھی غلط کیا۔ آپ پینڈورا بکس کھول لیں کہ جنھوں نے بھی ان کو تحفظ دیا، وہ سب اس میں شریک تھے۔ آپ کو افتخار چودھری ہی کیوں نظر آتے ہیں۔ آپ ارشاد حسن خان کی بھی بات کریں۔ وہ بھی اس معاملے میں برابر کے شریک تھے۔ بنچ کے دو اور ممبر بھی برابر کے شریک تھے۔ بہرحال آپ نے کہیں نہ کہیں سے شروع تو کرنا ہے۔ آپ پرویز مشرف کو نقطۂ آغاز سمجھ لیجیے۔ یقیناً آرٹیکل 6 کا اطلاق صرف ان پر نہیں ہوتا، باقی بہت سارے لوگ بھی ہیں جو اس میں ان کے ممد و معاون ثابت ہوئے۔ لیکن پہلے کسی سے آغاز تو کریں۔ دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شامل کریں اور ان سے بھی پوچھیں۔

سوال : آرمی چیف راحیل شریف نے پاک فوج کے کمانڈوز سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''پاک فوج اپنے وقار کا ہر حال میں تحفظ کرے گی'' جنرل صاحب کا یہ بیان فوج کے لیے ہے یا بالواسطہ طور پر پرویز مشرف کو سپورٹ کیا جا رہا ہے؟

رضوان رضی : ابھی تک اس ایشو پر وہ خاموش تھے۔ یہ جو بیان آیا ہے اس کو ہمارے میڈیا نے مختلف معانی پہنانے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اِس طرح کے بیانات سے فوراً کسی منفی نتیجے کے اوپر جمپ کرنے سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔ فوج نے ایک بات طے کی ہے کہ وہ بُری سے بُری جمہوریت کو بھی سپورٹ کرے گی۔ پچھلے پانچ سال میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ان کا جمہوریت پر شب خون مارنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ لہٰذا فوج کے اس فیصلہ کو کوئی بھی دوسرے معانی پہنانے کی روش صحیح نہ ہو گی' کیونکہ یہ معاملہ بہت حساس ہے۔ دیکھیے، حمید گل اور جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ بھی جو پرویز مشرف کے شدید ناقد رہے ہیں' اس وقت اس بات پر متفق ہیں کہ پرویز مشرف کا ٹرائل نہ کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بنیادی طور پر وہ سنڈروم ہے جو ہر آرمی جنرل کو ڈرا رہا ہے کیونکہ اگر یہ بات کھلی تو بہت دور تک جائے گی۔ میرا خیال ہے اس معاملے میں Black & white کے بجائے کچھ Gray Areas بھی نظر میں رکھے جائیں۔

سوال : صدر پرویز مشرف نے امریکا کی جنگ میں معاونت کرنے سے پہلے تمام مکاتب فکر سے مشورہ کیا تھا۔ پھر اس پر اتنی تنقید کیوں کی جا رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ آپ اپنے سوال سے لفظ ''پہلے'' کو نکال دیں۔ دراصل پہلے کچھ نہیں ہوا تھا۔ جو بھی مشاورت ہوئی، جو کچھ طے ہوا ہے وہ سب کچھ امریکا کو اس یقین دہانی کے بعد ہوا ہے کہ ہم آپ کے صف اول کے اتحادی ہیں۔ اب یہ بات بہت سے حوالوں سے آشکار ہو چکی ہے کہ مشاورت کے نام پر یہ سب لیپا پوتی کی گئی تھی۔ امریکا کو گرین سگنل پہلے دیا جا چکا تھا، صرف لوگوں کو دکھانے اور اپنی پوزیشن کو واضح کرنے کے لیے یہ ڈراما رچایا گیا تھا۔ میں یہ بات اس لیے اس پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس نام نہاد مشاورت کے لیے علماء و مشائخ کے ساتھ بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو بھی بلایا گیا اور یہ حسن اتفاق تھا یا سوئے اتفاق، کہ ان کو صدر پرویز مشرف کے ساتھ سیٹ ملی۔ چنانچہ ان کو سب سے آخر میں بات کرنے کا موقع ملا۔ بہت سے لوگوں نے یوں ہے، اگر ہے، مگر ہے کے ساتھ بات کی لیکن ڈاکٹر صاحب نے بڑے واشگاف الفاظ میں کہا کہ اگر آپ نے امریکا کے ساتھ تعاون کیا تو یہ انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہوگا، دینی غیرت کے خلاف ہوگا اور یہ ہماری قومی حمیت کے خلاف ہو گا۔ آپ کو ہر صورت میں امریکا سے تعاون سے انکار کر دینا چاہیے۔ صاف کہہ دیا جائے کہ ہم اس حوالے سے آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ پرویز مشرف نے بعد میں بعض لوگوں کو شکایت کی کہ ڈاکٹر صاحب اتنے غصہ سے بات کر رہے تھے کہ ان کی گردن کی رگیں پھول گئیں۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اتنی واضح مخالفت سننے کے بعد اتفاق رائے کا کیا سوال ہے؟ امریکا کے وزیر خارجہ نے صاف کہا کہ ہم نے پرویز مشرف کے سامنے تعاون کے لیے کئی مطالبات رکھے تھے اور ہمیں یقین تھا کہ اس میں سے کچھ باتیں پرویز مشرف مان لے گا اور کچھ باتیں نہیں مانے گا۔ لیکن ہم اس وقت حیرت زدہ رہ گئے کہ جب پاکستان کی طرف سے یہ جواب آیا کہ سب کچھ قبول ہے۔ پرویز مشرف یا ان کا کوئی ساتھی اگر یہ کہتا ہے کہ انھیں مشاورت کی وجہ سے پروانہ مل گیا تھا کہ وہ جو چاہیں کریں تو یہ قطعی غلط ہے۔ یہ حقائق کے بالکل خلاف ہے۔ ایسی بات بالکل نہیں تھی۔

سوال : کیا پرویز مشرف ملک سے باہر چلے جائیں گے؟ ان کے وکلاء جس قسم کی بیان بازی کر رہے ہیں کیا اس سے پرویز مشرف کے مقدمے کو نقصان نہیں پہنچ رہا؟

رضوان رضی : پرویز مشرف کے وکلاء کو اربوں میں فیسیں دی گئیں۔ میں اگر ایک وکیل ہوں اور روزانہ اخبارات و میڈیا کے ذریعے گالم گلوچ کر کے ایک خبر بنواتا ہوں اور جا کر چک شہزاد میں پیش ہو جاتا ہوں اور اس کے بعد مجھے اور رقم مل جاتی ہے تو یہ سب میرے

مفاد میں ہی ہے کہ یہ معاملہ چلتا رہے۔ ڈاکٹر خالد رانجھا سے کہا گیا کہ آپ ایک اچھے بھلے پروفیشنل آدمی ہیں، آپ عدالت کے سامنے یہ کیا حرکات کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جناب ہمارے موکل کا مطالبہ تھا۔ ہم اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کر رہے تھے۔ ایک ایک حرکت ان کی ڈیمانڈ پر کی جا رہی تھی۔ پھر یہ بھی ہوا کہ جب یہ لوگ اسلام آباد سماعت کے لیے جا رہے تھے تو کلر کہار پر انھیں کال آ گئی کہ اب آپ کی ضرورت نہیں رہی، آپ تشریف نہ لائیے گا۔ احمد رضا قصوری صاحب نے اندر جانے کی کوشش کی اور کہا تھا کہ میں وکیل کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک کارکن کی حیثیت سے اندر جانا چاہتا ہوں۔ بہرحال یہ سب کچھ وکلاء کو ایڈوائس کیا جا رہا ہے۔ یہاں میں ایک خبر دے رہا ہوں کہ وہی ٹیم جس نے انتہائی گھٹیا اور برے طریقے سے ریمنڈ ڈیوس کو نکالا تھا اسی کے پاس اب یہ اسائنمنٹ آئی ہے کہ پرویز مشرف کو بھی اسی طرح نکالا جائے جس طرح آپ نے ریمنڈ ڈیوس کو نکالا تھا۔ اسی طرح کراچی کی ایک لسانی پارٹی سے کہا گیا کہ ہمیں کوئی وکیل دیں۔ لہٰذا وہی وکیل جو بھی الطاف حسین کو منی لانڈرنگ کیس سے بچا کر آئے ہیں، اب انھیں کہا گیا کہ آپ ان کو بھی بچائیں۔ وہ صاحب عدالت میں گئے، تو داخل ہوتے ہی حماقت کا مظاہرہ کیا کہ وزیر داخلہ کو درخواست دے دی کہ پرویز مشرف کا نام ای سی ایل سے نکال دیا جائے۔ پرویز مشرف کے باہر جانے میں واحد رکاوٹ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے۔ مولوی اقبال حیدر کی درخواست پر سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ پرویز مشرف کا نام ای سی ایل میں ڈال رہے ہیں اور اس حوالے سے کوئی بھی کارروائی کرنے سے پہلے سپریم کورٹ سے اس کی اجازت لیں۔ اب وہ سپریم کورٹ کی اجازت سے مشروط ہے۔ اگر کسی عقل مند آدمی نے یہ فیصلہ پڑھ لیا ہوتا تو وزیر داخلہ کے پاس جانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تھا۔ آپ سپریم کورٹ کے پاس جائیں اور انھیں درخواست کے طور پر کہیں کہ جناب سارے پروسیجرز adopt کیے جائیں گے لہٰذا پرویز مشرف کا نام ای سی ایل سے نکالا جائے۔ ریمنڈ ڈیوس جس قانون، جس اخلاق کے تحت پاکستان سے نکالا گیا تھا پرویز مشرف بھی اسی قانون کے تحت دوسرا ریمنڈ ڈیوس بن سکتا ہے۔ اگر عدالت اجازت دے تو اس وقت سرکار کے پاس اسے قانونی طور پر روکنے کا کوئی جواز نہیں ہوگا۔

سوال: 9/11 کے بعد امریکا تعاون نہ کرنے کی صورت میں ہمیں پتھر کے زمانے میں پہنچانے کی باتیں کر رہا تھا۔ کیا ایسے میں ہم سپر پاور امریکا کی مخالفت مول لے سکتے تھے؟ اگر ہم امریکا کا ساتھ نہ دیتے تو کیا کرتے؟

ایوب بیگ مرزا: اصل بات پتھر کے زمانے کی دھمکی نہیں تھی، بلکہ اقتدار کا تحفظ تھا۔ اصل میں جب نائن الیون ہوا ہے تو پرویز مشرف یہ سمجھا اور ایک لحاظ سے درست سمجھا کہ 1979ء میں روس نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو امریکا نے مداخلت کی تھی، جس کی وجہ سے جنرل ضیاء الحق کا کبڑا پن نکل گیا اور وہ ایک مستحکم حاکم بن کر سامنے آیا۔ پرویز مشرف کا خیال تھا کہ اسی طرح نائن الیون کے بعد امریکا سے تعاون کی پالیسی مجھے مستحکم کرے گی۔ میں امریکا کی ضرورت بن جاؤں گا اور پھر میرا اقتدار مستحکم ہو جائے گا۔ رہی وہ باتیں جو پرویز مشرف نے اس وقت قوم کو بتائی تھیں کہ امریکا کا ساتھ دینے سے کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے گا، ایٹمی قوت کو تحفظ مل جائے گا، ہم مالیاتی طور پر مستحکم ہو جائیں گے وہ محض لولی پاپ تھا۔ آج ان ساری باتوں کی حقیقت کھل کر ہمارے سامنے آ چکی ہے۔ جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ پاکستان کو تباہ و برباد کر دیا جاتا جس طرح افغانستان کو کیا ہے، میں اس کو کلی طور پر رد نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہتا ہوں کہ یہ اتنا آسان بھی نہیں تھا۔ آپ کو یاد ہو گا جنرل ضیاء الحق کے دور میں اسرائیل کی طرف سے کچھ ایسے شواہد ملے تھے کہ وہ انڈیا سے مل کر پاکستان کی ایٹمی طاقت کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس پر جنرل ضیاء الحق نے امریکا کو پیغام دیا تھا کہ اگر ہم پر کوئی حملہ پاکستان پر ہوا تو ہم اس کا جواب انڈیا کو دیں گے۔ اس پر انڈیا نے اسرائیل کو روک دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی بات امریکا کو اُس وقت بھی کہی جا سکتی تھی کہ اگر آپ نے ہم پر کوئی حملہ کیا تو ہم اس کا جواب انڈیا کو دیں گے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ انڈیا امریکا کو ایسی جارحیت سے ضرور روکتا، کیونکہ اب تک ایسا کوئی شیلٹر مہیا نہیں ہوا جو پاکستان سے ایٹم بم انڈیا تک پہنچانے میں رکاوٹ بنے۔ اس کے علاوہ امریکا کے لیے کسی ایٹمی ملک پر حملہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا افغانستان پر تھا۔ لہٰذا پاکستان اس طرح تباہ و برباد نہ ہوتا۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی دیکھیے کہ امریکا کا اتحادی بن کر ہم کب بھیانک انجام سے بچ سکے ہیں۔

سوال: فوجی آمروں کو کبھی بھی عوامی تائید اور حمایت حاصل نہیں ہوئی۔ وہ پھر بھی تاریخ سے سبق کیوں نہیں سیکھتے؟

ایوب بیگ مرزا: تاریخ کا سبق یہ ہے کہ لوگ اس سے سبق نہیں سیکھتے۔ لیکن ایسی بات بھی نہیں ہے کہ دنیا میں سب جگہوں پر یہی ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں جو صنعتی، زرعی اور مالیاتی بہتری آئی ہے وہ انہی فوجی طالع آزماؤں کے ادوار میں آئی ہے، جمہوری ادوار میں نہیں آئی۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ جرنیل چونکہ جمہوری طریقے سے آیا نہیں ہوتا اس لیے جمہوری طریقے سے نکل نہیں سکتا۔ اس کو نکلنے کے لیے کوئی دھماکہ چاہیے۔ ایوب خان دھماکے سے نکلا۔ ضیاء الحق دھماکے سے گیا۔ پرویز مشرف کا معاملہ ظاہراً تو ایسا ہے کہ وہ ابھی تک بچا ہوا ہے۔ بہرحال اس دھماکے میں صنعتی اور زرعی ترقی کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ اس فرق کو سمجھنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی فوج الحمدللہ اب یہ بات سمجھ چکی ہے اور وہ اپنے انداز سے یہ بتا رہی ہے کہ وہ کار سیاست میں دخل اندازی نہیں کرے گی۔

سوال: دہشت گردی کی عدالت نے اکبر بگٹی قتل کیس میں پرویز مشرف کو 21 اپریل کو پیش نہ ہونے کی صورت میں گرفتاری کے وارنٹ جاری کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ریمنڈ ڈیوس کی طرح کچھ لوگوں کو پرویز مشرف کو یہاں سے لے جانے کی اسائنمنٹ مل چکی ہے۔ جب قانون انھیں اپنی گرفت میں لے رہا ہے تو یہ کیسے ممکن ہو گا؟

رضوان رضی: 21 اپریل تک ان کے پاس ضمانت موجود ہے۔ بالفرض وہ یہ کہتے ہیں کہ 19 اپریل کو میں والدہ سے مل کر واپس آ جاتا ہوں تو آپ انھیں روکنے کا کوئی آئینی و قانونی حق نہیں رکھتے۔ اگر سپریم کورٹ ان کو اجازت دے دیتی ہے تو سپریم کورٹ نے سرکار سے پوچھا ہے کہ اب پرویز مشرف کا نام ای سی ایل میں رکھنے کی کیا وجہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرکار بھی ان کو روکنے کے موڈ میں نہیں ہے۔ حکومت کا خیال ہے کہ اس ذمہ داری سے جان چھڑائی جائے اور وہ عدالت کے راستے باہر چلے جائیں۔

سوال: پرویز مشرف کا اصل جرم کیا ہے؟ اگر پرویز مشرف مجرم ہوتے تو واپس کیوں آتے؟

رضوان رضی: پہلی بات تو یہ ہے کہ پرویز مشرف

یہاں اپنا حصہ وصول کرنے آیا تھا، لیکن ان کے دونوں پارٹنران کی گردن اوکھلی میں دے کر یہاں سے بھاگ گئے۔ پرویز مشرف کا جرم یہ ہے کہ اس نے ایک طرف آئین توڑا اور دوسری طرف ادارے تباہ کیے۔ پرویز مشرف کو اپنی کابینہ بنانے کے لیے بندے نہیں مل رہے تھے۔ وہ سیاسی طور پر تنہا تھا۔ اگر چودھری برادران اس کو اپنا کندھا پیش نہ کرتے تو اس کے پاس کوئی بندہ نہیں تھا۔ اس نے اپنے اقتدار کے لیے تمام پولیٹیکل ادارے تباہ کر دیے اور جب وہ ادارے نہیں رہے تو اس نے مسلم لیگ (ق) بنائی۔ یہ کام نائن الیون تک نہیں ہو سکا تھا۔ نائن الیون تک چودھری برادران جیل میں تھے اور پرویز مشرف کی عالمی تنہائی ابھی چل رہی تھی۔ چین جیسے ملک نے بھی اگرچہ اپنے تحفظات کا اظہار تو نہیں کیا لیکن چیزیں ہولڈ پر رکھی تھیں۔ پرویز مشرف عالمی تنہائی کا شکار تھا جب امریکا نے افغانستان میں آنے کا ارادہ باندھا۔ چنانچہ اس نے باقاعدہ جا کر کہا کہ جناب تشریف لائیے۔ یہ بات کہ موصوف نے امریکا کا اتحادی بننے کا فیصلہ اتفاق رائے سے کیا تھا، سفید جھوٹ ہے۔ اس وقت میں رپورٹنگ کر رہا تھا، جو لوگ ان سے مل کے آتے تھیں ہم ان سے پوچھتے تھے کہ کیا ہوا۔ وہ کہتے کہ اس نے بریفنگ کے لیے بلایا تھا، Consenses وغیرہ کچھ نہیں تھا۔ یہاں یہ بھی بتا دیا جائے تو مناسب ہوگا کہ امریکا کی قیادت میں 48 ملکوں کی لڑاکا فوجوں اور بارہ ملکوں کے سپورٹنگ سٹاف کو افغانستان میں ان لوگوں کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی ہے جن کے پاس نہ ٹیکنالوجی تھی، نہ سعودی عرب کا پیسہ۔ پرویز مشرف کا پورا دور اُٹھا کر دیکھ لیجیے۔ انھوں نے پاکستان کے ہر قسم کے مفادات کا سودا کر کے، پاکستان کے شہریوں کی قربانی دے کہ اس پر فخر کا اظہار کیا۔ یہ سب کچھ ان کی کتاب In the line of fire میں موجود ہے۔ اگر اس کی یہ کتاب اُٹھا کے عدالت کو دے دیں تو اس کی بنیاد پر ہی پرویز مشرف کی کیپٹل سزا بنتی ہے۔ پرویز مشرف ایک خود پسند شخص ہے۔ اس نے ہر ہر موقع پر پاکستان، پاکستان کے مفادات، یہاں کے لوگوں، یہاں کے اداروں، حتیٰ کہ اس ادارہ کو بھی جس سے وہ تعلق رکھتا تھا سخت نقصان پہنچایا۔ ہم اچھے بھلے نائن الیون سنڈروم سے نکل رہے تھے۔ کیا فاٹا میں فوج بھیجنی ضروری تھی؟ فاٹا میں فوج بھیج کر ہم نے ان قبائلیوں کو چھیڑ دیا جو ہمیشہ سے بغیر تنخواہ کے پاکستان کے محافظ چلے آتے تھے۔ یہ اس نے صرف اپنی انا کی تسکین کے لیے کیا۔ چونکہ مجھ پر حملہ ہوگیا ہے، لہٰذا میں یہ کر رہا ہوں۔ پرویز مشرف کی پالیسیوں کے اثرات بد اور اس کے ہاتھوں پروموٹ کیے ہوئے افسران سے جان چھوٹتے چھوٹتے ہمیں پانچ چھ سال لگ جائیں گے۔ مولانا مودودیؒ نے ایک دفعہ یہ بات کہی تھی کہ آمر جب بیٹھا ہوتا ہے تو لوگ سوچتے ہیں کہ یہ جائے گا کیسے؟ جب وہ چلا جاتا ہے تو لوگ سوچتے ہیں کہ اتنا کمزور آدمی تھا، بیٹھا ہوا کیسے تھا۔

سوال: صدر پرویز مشرف کا تقریباً دس سالہ دور حکومت اس کے بعد آنے والی دونوں جمہوری حکومتوں سے کئی اعتبار سے بہتر تھا۔ پھر صدر پرویز مشرف پر اتنی تنقید کیوں جا رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس سے پہلے میں رضوان صاحب کی بات کی تائید کروں گا کہ فاٹا میں فوج بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ 2004ء میں فاٹا میں فوج بھیجی گئی تھی۔ وہاں CIA کو باقاعدہ نیٹ ورک بنانے کی اجازت دی گئی۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ فاٹا کو آئی ایس آئی کے لیے نوگو ایریا بنا دیا۔ ISI کے لوگ وہاں نہیں جا سکتے تھے۔ اس بات سے ہی پرویز مشرف کی وطن دشمنی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اب آیئے، سوال کی طرف کہ صدر پرویز مشرف کا دور پہلے کے جمہوری ادوار اور بعد کے جمہوری ادوار سے کیوں بہتر ہے۔ اس کے دور میں 60 روپے کا ڈالر تھا اور ساٹھ روپے کا ہی رہا۔ یہ بڑی کامیابی تھی۔ اس کے علاوہ بھی بہت کامیابیاں تھیں۔ معیشت مستحکم تھی۔ رضوان صاحب نے جو مولانا مودودی کا قول نقل کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ اصل میں یہی بات ہوتی ہے، ایک فوجی آمر اور ایک طالع آزما پہلے بہت مضبوط نظر آتا ہے، پھر دھماکہ ہوتا ہے اور وہ دھماکہ سب کچھ تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ پرویز مشرف کے بعد پیپلز پارٹی کی گورننس اگرچہ بہت بری تھی لیکن اس کو پرویز مشرف کی آمریت کے اثرات نے مزید خراب کیا۔ آج کل پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں پرویز مشرف کے اصل جرم کا تعین کیا جا رہا ہے۔ عام خیال بھی ہے کہ انھوں نے آئین توڑا۔ دو دفعہ آئین شکنی کی۔ واقعتاً یہ جرم ہے، لیکن ایک بات میں کہوں گا کہ بہرحال ایک سٹیج پر ریاست آئین سے بالاتر ہو جاتی ہے۔ آئین کے بغیر ریاست ہو سکتی ہے، ریاست کے بغیر آئین نہیں ہو سکتا۔ اسرائیل بغیر آئین کے قائم ہے۔ برطانیہ بھی بغیر تحریری آئین کے قائم ہے۔ لہٰذا جب معاملہ ریاست کی سلامتی کا آ جائے تو آئین کو اس پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ میرے نزدیک پرویز مشرف کا اصل جرم قومی نہیں، ملی تھا۔ وہ اُمت مسلمہ کے خلاف جرم تھا۔ انھوں نے ایک طاغوتی قوت کی ایک مسلمان حکومت کے خلاف مدد کی۔ میں کہتا ہوں اگر آپ امارت اسلامیہ افغانستان کو اسلامی حکومت نہ مانیں صرف مسلمانوں کی حکومت کہیں تب بھی یہ ملی جرم تھا کہ ہم مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا ذریعہ بنے۔ اگر آئین شکنی کے حوالے سے ایک دفعہ سزائے موت بنتی ہے تو میں اس بات کو بیان کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ افغانستان کے خلاف انھوں نے جو ملی جرم کیا ہے اس کی پاداش میں انہیں اگر سو بار بھی سزائے موت دی جائے تب بھی کم ہے۔ میرے نزدیک ان کا اصل اور سب سے بڑا جرم یہی ہے۔

(قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لیے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا قیام
نظامِ خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی وہاڑی کے زیر اہتمام دعوتی وتربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی وہاڑی کے تحت دعوتی وتربیتی پروگرام 29 اور 30 مارچ بروز ہفتہ واتوار مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز 29 مارچ کو بعد از نمازِ عصر ہوا۔ رفقاء تنظیم نے مرکز کے قریبی گھروں میں دعوتی ہینڈ بل دیے۔ یہ ہینڈ بل ایک روز پہلے جمعۃ المبارک کو مساجد میں بھی دیے گئے۔ نمازِ مغرب کے بعد امیر تنظیم اسلامی ملتان انجینئر عطاء اللہ خان نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ انہوں نے چارٹ کی مدد سے واضح کیا کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ کا بندہ بنے، دوسروں کو اللہ کا بندہ بننے کی دعوت دے اور ایسا ماحول تیار کرنے کی سعی وجہد کرے کہ جس میں اللہ کی بندگی آسان اور نافرمانی مشکل ہو جائے۔ انہوں نے بیعت کی اہمیت کو بھی خوبصورتی اور دلائل کے ساتھ لوگوں پر واضح کیا۔ اس عمومی خطاب میں تقریباً 60 افراد نے شرکت کی۔ نمازِ عشاء اور کھانے کے بعد محمد مختار نے ''رسول انقلاب کا طریق انقلاب'' کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔ بعد ازاں شرکاء نے آرام کیا۔ رات کے آخری پہر راؤ محمد جمیل نے رفقاء کو تہجد کے لیے اُٹھایا۔ نمازِ فجر کے بعد ڈاکٹر مظہر الاسلام نے سورۃ الحج کی روشنی میں شہادت علی الناس کے موضوع پر بیان کیا۔ ناشتے کے بعد ساڑھے آٹھ بجے رفیق تنظیم محمد سلمان نے "When will you submit" کے عنوان سے ایک فکر انگیز گفتگو کی۔ بعد ازاں ملتزم رفیق محمد نواز نے نظم جماعت اور اس کی اہمیت پر گفتگو کی۔ رفیق تنظیم محمد طاہر نے سورۃ الملک کے پہلے رکوع کی روشنی میں فلسفۂ موت وحیات رفقاء پر واضح کیا۔ چائے کے وقفہ کے بعد رفیق تنظیم محمد شاہد نے حبِ رسولؐ اور اس کے تقاضے کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ نقیبِ اُسرہ طاہر نسیم نے انقلابی کارکنوں کے اوصاف بیان کیے۔ نظامِ اُسرہ اور اس کی اہمیت کے موضوع پر بزرگ رفیق عبدالحق صاحب نے تفصیلی خطاب کیا۔ آخر میں امیر مقامی تنظیم ڈاکٹر مظہر الاسلام نے اختتامی گفتگو کی اور رفقاء سے آئندہ پروگرام کے لیے مشورہ کیا۔ نمازِ ظہر کے بعد یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ (آمین) (مرتب: سلمان اسلم)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ ہری پور کے رفیق تنظیم عبدالجلیل کے داماد کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا۔

☆ تنظیم اسلامی گلستان جوہر 1 (کراچی) کے نقیب جناب خالد عظیم کی والدہ محترمہ رحلت فرما گئیں۔

☆ منفرد ملتزم رفیق حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن محمد سلیم رحمانی کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے

☆ تنظیم اسلامی گلستان جوہر 2 (کراچی) کے معتمد سید محمد اویس نسیم کی دادی محترمہ انتقال کر گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی وسطی (کراچی) کے رفیق جناب اصغر حسن کی بہن وفات پا گئیں۔

☆ گوجرہ کے مبتدی رفیق گلزار احمد پاشا کے والد وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی ناظم آباد (کراچی شمالی) کے رفیق عبدالرشید کی والدہ رحلت فرما گئیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین اور رفقائے تنظیم سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَ ارْحَمْھُمْ وَ اَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَ حَاسِبْھُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا.

○○○

تنظیم اسلامی شاہدرہ (حلقہ لاہور شرقی) کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم شاہدرہ نے 10 اپریل 2014ء بروز جمعرات بعد نمازِ عصر جامع مسجد صدیق اکبر کالج روڈ شاہ خالد ٹاؤن میں ایک دعوتی پروگرام کا اہتمام کیا، جس میں محترم رحمت اللہ بٹر صاحب (خصوصی مشیر) نے ''عظمت قرآن'' کے موضوع پر ایک پُر تاثیر خطاب فرمایا۔ انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں قرآن مجید کی عظمت کو بیان کیا اور اس کو سمجھ کر پڑھنے پر زور دیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ قرآن کتاب ہدایت ہے، یہ لوگوں کی راہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے اور آج ہم نے اِسے ایصالِ ثواب کی کتاب سمجھ لیا ہے۔ یقیناً اس کلام مقدس کو پڑھنے سے ثواب ملتا ہے، لیکن یہ محض حصولِ ثواب کے لیے نہیں بلکہ حصولِ ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کے حوالے سے زبان نہ جاننے کا عذر کیا جاتا ہے، حالانکہ انگریزی بھی ہماری زبان نہیں ہے، لیکن کیا کبھی ہم اپنے بچوں کو انگریزی بغیر سمجھے پڑھاتے ہیں۔ ظاہر ہے ایسا نہیں ہے۔ ہم انگریزی زبان، اس کی گرائمر اور معنی سب کچھ پڑھاتے ہیں، کیونکہ اس کے ساتھ دنیوی منفعت شامل ہے، لیکن قرآن کے سمجھنے اور سمجھانے کی ضرورت سے غافل ہیں۔ حالانکہ یہ تو ہماری دنیاوی اور اُخروی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ آخر میں امیر تنظیم اسلامی شاہدرہ سید اقبال حسین نے حاضرین کو اپنے علاقے میں جاری قرآن کلاس میں شمولیت کی دعوت دی، جو ہفتہ میں چار دن پیر تا جمعرات، پروفیشنل کالج، گلی نمبر 4، کوٹ شہاب دین میں بعد نمازِ مغرب باقاعدگی سے جاری ہے۔ دعوتی پروگرام کا اختتام دعا پر ہوا۔ اللہ ہماری اس عاجزانہ کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: معاون ناظم نشر واشاعت حلقہ لاہور شرقی)

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع 29 مارچ 2014ء بروز ہفتہ شب بیداری کی صورت میں قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ رفقاء بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں اکٹھے ہوئے اور نمازِ عشاء سے قریباً ایک گھنٹہ پہلے کھانا کھایا۔ نمازِ عشاء کی ادائی کے بعد پروگرام کا آغاز ہوا تو حافظ خباب عبدالخالق نے سورۂ نوح کی آیات تلاوت کیں اور ترجمہ مختصر تشریح بھی بیان کی۔ اس کے بعد ملٹی میڈیا کے ذریعے سالانہ اجتماع 2014ء میں ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کی تقریر ''اسوۂ رسول ﷺ اور سمع وطاعت'' دکھائی گئی، جس میں ڈاکٹر صاحب نے بہت عمدگی سے امیر اور مامور کے درمیان سمع وطاعت کے تقاضوں کو بیان کیا اور سمجھایا۔ اس پروگرام کے بعد مقامی تنظیم جوہر ٹاؤن کے رفیق ذیشان محمود نے ملٹی میڈیا کے ذریعے ایک پریزنٹیشن پیش کی جو بانی تنظیمؒ کی تمام کتابوں کے Unicode سافٹ ویئر کی تیاری اور اسے بطور ویب سائٹ لانچ کرنے سے متعلق تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ابھی تک 15 کتابیں اس سافٹ ویئر میں شامل کی جا چکی ہیں اور باقی پر کام جاری ہے۔ سافٹ ویئر کی ایک خوبی اس میں Search کی سہولت ہے، جس کے ساتھ آپ کسی بھی لفظ کو سافٹ ویئر میں شامل تمام کتابوں میں ڈھونڈ سکتے ہیں۔ رات کے سیشن کے آخری پروگرام میں حلقہ کے ناظم تربیت محسن محمود نے احادیث کے حوالے سے قیام اللیل کے فضائل بیان کئے اور شرکاء کو ذوق وشوق دلایا۔ بعد ازاں آرام کا وقفہ کیا گیا۔ رات کے آخری پہر رفقاء کو تہجد کے لئے اٹھایا گیا۔ نمازِ فجر کی ادائی کے بعد کاشف عباسی نے سورۃ الکہف کی آیات 27 تا 29 کے حوالے سے تذکیری گفتگو کی۔ ناشتہ کے بعد 8 بجے پروگرام کے دوسرے سیشن کا آغاز ہوا تو ''توحید اور جدید نظریات'' کے عنوان سے محمد فواد نے گفتگو کی۔ انہوں نے اس بات کو خوب واضح کیا کہ اسلام کے نظریہ توحید کے تحت اخوت، آزادی، مساوات کے تصورات اور ہیں جبکہ ایک

سیکولر سوچ کے تحت انہی تصورات کا مطلب کچھ اور ہے۔ محمد فواد کی گفتگو کے بعد "تنظیم اسلامی کی دعوت" پر مبنی مرکز سے آمدہ سرکلر پر مذاکرہ ہوا۔ اس کو حلقہ کے ناظم دعوت محمود حماد نے کنڈکٹ کیا۔ رفقاء کو تین گروپس میں تقسیم کیا گیا اور ہر گروپ کو ایک عنوان بھی اجتماعی تیاری کے لئے دیا گیا۔ اجتماعی تیاری کے لئے سب کو 20 منٹ دیئے گئے۔ اس کے بعد محمود حماد نے سوالوں کے ذریعے تنظیم اسلامی کی دعوت، رفقاء کو ذہن نشین کروائی۔ یہ پروگرام ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ جس کے بعد محسن محمود نے مرکز سے آمدہ سرکلر "انٹرنیٹ کا استعمال" کا اجتماعی مطالعہ کروایا۔ اس سرکلر کی کاپی بھی تمام شرکاء میں تقسیم کی گئی۔ پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ نے اختتامی گفتگو کی۔ انہوں نے ملٹی میڈیا کے ذریعے مولانا امین احسن اصلاحی کی کتاب "دعوت دین اور اس کا طریقہ کار" کے دوسرے باب کا خلاصہ بیان کیا اور ہر نکتہ کی تشریح کی اور رفقاء کے دلوں کو گرمایا۔ صبح ساڑھے گیارہ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: محمد یونس معتمد تنظیم اسلامی حلقہ لاہور)

ضرورت ہے

قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی کو

☆ شعبۂ مکتبہ کے لیے ایک معاون کی ضرورت ہے جو ترجیحاً کُل وقتی اکیڈمی میں رہائش اختیار کرسکتا ہو (قیام و طعام ادراہ کے ذمہ ہوگا)۔ خواہشمند حضرات درخواست کے ساتھ اپنی CV ، درج ذیل ایڈریس پر ای میل کریں:

yaseenabad@quranacademy.com

☆ شعبۂ مطبوعات کے لیے ایک کمپوزر و ڈیزائنر کی ضرورت ہے جو ڈوب ان ڈیزائن، فوٹو شاپ، کورل ڈرا، اِن پیج، ایم ایس پبلشر وغیرہ پر مہارت کے ساتھ کام کرسکتا ہو اور قرطاس و طباعت سے متعلقہ اُمور میں تجربہ رکھتا ہو، نیز ایسے افراد کو ترجیح دی جائے گی جو کُل وقتی اکیڈمی میں رہائش اختیار کرسکتے ہوں (قیام و طعام ادارہ کے ذمہ ہوگا)۔ خواہشمند حضرات درخواست کے ساتھ اپنی CV ذیل میں دیے گئے ای میل ایڈریس پر ارسال کریں:

publications@quranacademy.com

☆ شعبۂ مالیات کے لیے ایک جونیئر اکاؤنٹنٹ کی ضرورت ہے جو کم از کم تعلیمی قابلیت بی کام کا حامل ہو۔ اس کے علاوہ ایکسل پر مہارت کے ساتھ کام کرسکتا ہو۔ اکاؤنٹنگ سافٹ ویئرز پر کام کا تجربہ رکھنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند حضرات درخواست کے ساتھ اپنی CV

haris@quranacademy.com پر ای میل کریں۔

امیدواران اپنی درخواستیں اور CV ڈاک کے ذریعے بھی درج ذیل پتے پر بھیج سکتے ہیں۔

قرآن اکیڈمی یاسین آباد ، شارع قرآن اکیڈمی، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا، کراچی۔ فون: 021-36806561

ضرورت ہے

B.com کے بعد اکاؤنٹنگ اور آڈٹ کا دو سالہ تجربہ رکھنے والے نوجوان کی ضرورت ہے جو لاہور آن لائن کمپیوٹر سسٹم پر کام کرسکے۔

برائے رابطہ: accounts@tanzeem.org

تنظیمی اطلاع

مقامی تنظیم "منڈی بہاؤالدین" میں ڈاکٹر مشتاق احمد کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ گوجرانوالہ کی جانب سے مقامی تنظیم منڈی بہاؤالدین میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 27/ مارچ 2014ء میں مشورہ کے بعد ڈاکٹر مشتاق احمد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

لبّیک

نعیم صدیقی

غم نہ کر، اے آدمیت!
میں ترے کام آؤں گا!

جو صداقت مان لوں گا دہر سے منواؤں گا
الٹے سیدھے فلسفوں کی گردنیں جھکواؤں گا
زندگانی کو رہِ اسلام پر دوڑاؤں گا
غم نہ کر، اے آدمیت!
میں ترے کام آؤں گا!

دیکھنا، تورات ہستی کا ورق الٹاؤں گا
زندگی کی تند رو کا رُخ معاً پلٹاؤں گا
روک لوں گا حال کو! ماضی کو میں لوٹاؤں گا
غم نہ کر، اے آدمیت!
میں ترے کام آؤں گا!

فکرِ نو کے نُور میں تہذیب کو نہلاؤں گا
عاشقی کی آنچ سے تاریخ کو کھولاؤں گا
نغمۂ جذبات سے ماحول کو تڑپاؤں گا
غم نہ کر، اے آدمیت!
میں ترے کام آؤں گا!

آسمانی لَے میں جب جنگی ترانے گاؤں گا
اِک نوا میں بھیڑیوں چیتوں کے دل دہلاؤں گا
سونے والی غیرتوں کو چھیڑ کر اُکساؤں گا
غم نہ کر، اے آدمیت!
میں ترے کام آؤں گا!

جب دلوں پر اپنے شعروں کے شرر برساؤں گا
آگ اک سلگاؤں گا، دہکاؤں گا، بھڑکاؤں گا
پھر اُسے دامن سے دے دے کر ہوا پھیلاؤں گا
غم نہ کر، اے آدمیت!
میں ترے کام آؤں گا!

(ماخوذ از "چراغِ راہ"۔ مرسل: قاضی عبدالقادر، کراچی)

harshness and humiliation towards the subordinates at home as well as the less fortunate outside home. Softness, empathy and forgiveness are considered weaknesses.

But this is not what we were taught, is it? '*We are Muslims and we are proud*', '*we love the Prophet (SAW)*' and '*we are ready to* ***die*** *for him*' etc., but are we ready to ***live*** in a way he taught us to and follow his footsteps if it kills our big ego? Forgiveness, controlling anger and ignoring mistakes were compared by the Prophet (SAW) with strengths of a wrestler. He taught us that superiority came with piety and not money. Do we think that the mighty and wealthy Arab leaders who lashed and tortured the bodies of Khabbab and Bilal (RA) were superior to them? No! Bilal, the black, the poor, the slave, the worthless was the most precious in the eyes of the Prophet (SAW). Did he eat in a separate corner, in different plates, a left-over food? Dig out something that supports us doing so with our servants. But, sharing tables is probably too much to ask for as far as our magnificence is concerned.

"When the slave of anyone amongst you prepares food for him and he serves him after having sat close to [and undergoing the hardship of] heat and smoke, he should make him [the slave] sit along with him and make him eat [along with him], and if the food seems to run short, then he should spare some portion for him [from his own share]" (Sahih Muslim).

Remember, Zaid Ibn Harith (RA) who was a slave and the Prophet (SAW) freed him and gave him the choice to go with his father, who had come, to take him, but he refused to go with his father and preferred to stay with the Prophet just because he was loved and cared for. He says he was never told his mistakes and the Prophet (SAW) used to cover what he did wrong without even mentioning it to him.

Once the Prophet (SAW) reprimanded a companion like this,

'O Abu Dhar! Did you abuse him (your slave) by calling his mother with bad names. You still have some characteristics of ignorance. Your slaves are your brothers and Allah has put them under your command. So whoever has a brother under his command should feed him of what he eats and dress him of what he wears. Do not ask them (slaves) to do things beyond their capacity (power) and if you do so, then help them.'(Sahih Bukhari)"

Gentleness and kindness are rare traits, very valuable in the scales of Allah. They are not weaknesses. They are actually extremely difficult traits to stick to in this materialistic world where everyone can get their mission accomplished at the point of a gun, money or a big tongue which cause similar damage to the weak ones. Kindness is a forgotten virtue. To kill an enemy might be easy in the current times, but killing ego is a hard job. But it raises us in the eyes of Allah and we are actually following the Prophet (SAW) when we do it. What a deal and what a surely victorious way. He went on to say, 'Seek me among your weak ones, for you are given provision (or help) only by reason of the presence of your weak ones'.

Once a man came to Prophet Muhammad (saw) and said, "O Allah's Messenger! How many times should I forgive the mistakes of slaves?' The Prophet (SAW) kept quiet. The man repeated his question three times, and the Prophet replied at the third time, "Forgive them seventy times every day."

We are in a more difficult test than they are. Their hereafter is easier, while we have to answer for every word that we uttered that broke them, every opportunity that we missed to help them and every action that we did to look down upon them as inferior human beings. It was the equality, justice and liberty Islam talked of that attracted the poor and slaves to the call of the Prophet (SAW). We must correct ourselves and create a society that cares, loves and forgives shortcomings of each other.

"O God, grant me life as a poor man, cause me to die as a poor man and resurrect me in the company of the poor." His wife asked him why he said that, and he replied: "Because (the poor) will enter Paradise (before) the rich. Do not turn away a poor man even if all you can give is half a date. If you love the poor and bring them near you, God will bring you near Him on the Day of Resurrection." – (Al-Tirmidhi)

ooo

وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا

The 'Begum' and 'Saheb' Culture

By Aisha Ijaz

Come, visualize with me..

Sakeena, a 10 year old who has never been to school, never enjoyed playing with dolls let alone the funky hi-tech gadgets, is carrying a 1 year old in her lap, sitting on a table distant to *begum saheba's*. Her dull glitterless clothes, unadorned arms and ears tell us, she's the odd one. Sakeena's job is to take care of the child who she can hardly carry, feed him, change his nappy and make sure he doesn't cry while *begum saheba* enjoys her lavishly decorated table and socialising exercise. Sakeena has no right to run around, play or enjoy with her age-mates at the dinner and absolutely no sharing the table. She may get some food though.

Najma, a 28 year old who looks to be 40, skinny and dark is sweeping the floor of a '*bangla*' (a huge mansion). Her two-year old has an ear infection and she does not have money for antibiotics. Her concentration is everywhere. She has to finish work and get her child's ailment sorted somehow. She takes a day off next day to see the doctor and to take care of her child who does not have proper clothes on his body and no footwear whatsoever whether it's summer or winter. She gets told off as there was a grand dinner at *saheb's* place and *begum saheba* was in thick soup when Najma didn't turn up as there was a big mess in the kitchen to be sorted after dinner. She was scolded, insulted and eventually fired.

A child surrounded by a garbage heap, sorting paper and recyclables and eating our rotten left-overs from it at the same time - A child covered with houseflies sleeping on a pavement outside a jeweller's shop (where jewellery of millions of rupees is being chosen). He dozed off while waiting for his father to go home, who sells Kulfi outside a popular shopping centre – A child who sits outside a fast-food restaurant and begs usfor *roti* and cannot afford a chicken wing let alone a mighty burger - A child who cleans our windscreen for a few rupees and we shun him away because his water is dirty and would ruin our car – A baby sleeping in the lap of a begging mother unaware of the cruel world he has come to. She covers his face to avoid bright headlights of the cars passing by but we can see his beautiful but muddy feet sticking out of her *chaadar* - A child who sells a rose bud outside a restaurant where we spent thousands of rupees for what? Yes, one meal -

A woman who washes our expensive branded and imported (etc.) dinnerware, breaks a small chip and is shouted at, beaten and declared unfit for her job – A woman who cleans our extravagant dining table, but is never allowed to share it, dusts our sofa but can't sit on it and we love it when she sits on the floor near our feet – A driver who drives our luxurious car but waits for a bus for hours around midnight to get home and see his children on the weekend – The guard/*chowkidar* who sleeps outside on the next door plot under a tent or in our car porch while we sleep in our air-conditioned room away from heat and mosquito bites – The labourer who builds our beautiful house in scorching sun, just to sleep in a place one can hardly call a room, but it's all-in-one home for him (kitchen, bedroom, lounge etc.).

Close your eyes..

Imagine the muddy feet, the dirty smelly clothes, no surety of food for the day, no money in the pocket, let alone banks, no transport. Recall their mistakes and shortcomings; recall our anger, lack of forgiveness, zero tolerance, and humiliation they face every day. And now, switch sides. Imagine they were us and we were them. Scary thought, isn't it? They didn't choose their fate neither did we. So why not fear the Creator who put us in a MORE difficult test than them by giving us authority over them.

The dehumanization of the society has reached its limits. The above examples are complacently accepted. Humans are not equal. They are unequal just because they were born to parents of different social statuses. And the one who has money and authority is superior. The kings and queens found everywhere in our society show their grandeur with